ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

41

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

28 ربیع الاوّل تا 5 ربیع الثانی 1444ھ/ 25 تا 31 اکتوبر 2022ء

نبی اکرم ﷺ کا خصوصی اُسوہ

نبی اکرم ﷺ کا اصل اور خصوصی اسوہ کون سا ہے؟ یہ اسوۂ حسنہ آپؐ کا وہ صبر وثبات' اللہ کے دین کے لیے سرفروشی اور جاں فشانی ہے جو ہمیں غزوۂ احزاب میں نظر آتی ہے۔ آپؐ کا یہ حال تھا کہ آپؐ اپنے جان نثاروں کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم ہی نہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہر مشقت میں شریک تھے۔ کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو دوسروں نے اٹھائی ہو اور آپؐ نے نہ اٹھائی ہو۔

یہ نہیں تھا کہ کہیں زرنگار خیمہ علیحدہ لگا دیا گیا ہو اور قالین بچھا دیے گئے ہوں اور وہاں حضور ﷺ آرام فرما رہے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہی خندق کھودنے کے لیے کدالیں چلا رہے ہوں۔ بلکہ معاملہ یہ تھا کہ خندق کھودنے والوں میں آپؐ بھی شامل تھے۔ کدالیں چلاتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیک آواز کہتے: اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ اور نبی اکرم ﷺ ان کے ساتھ آواز میں آواز ملا کر فرماتے: فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَۃَ۔ سردی اور بھوک کی تکالیف اٹھانے میں بھی آپؐ برابر کے شریک تھے...... بھوک اور نقاہت سے کہیں کمر دہری نہ ہو جائے' اس خیال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کو اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھایا تو سرورِ عالم' محبوب رب العالمین' خاتم النبیین والمرسلین ﷺ نے اپنا کُرتہ اٹھایا تو صحابی نے دیکھا کہ آپؐ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہیں۔

محاصرے کے دوران آپؐ ہر وقت خندق میں موجود رہے اور جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تکان سے چُور ہو کر پتھر کا تکیہ بنا کر تھوڑی دیر کے لیے آرام کی خاطر لیٹ جاتے تھے' اسی طرح حضور ﷺ بھی وہیں کھلی زمین پر کچھ دیر کے لیے پتھر پر سر رکھ کر آرام فرما لیا کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ آپؐ نے استراحت کے لیے اپنے واسطے کوئی خصوصی اہتمام فرمایا ہو۔ بنی قریظہ کی غداری کے بعد جس خطرے میں سب مسلمانوں کے اہل وعیال مبتلا تھے' اُسی سے آپؐ کے اہلِ خانہ دوچار تھے۔ اپنے لیے یا اپنے اہل وعیال کے لیے آپؐ نے حفاظت کا کوئی خصوصی انتظام نہیں کیا تھا۔ یہ ہے اصل صورتِ واقعہ اور صورتِ حال جس کے تناظر میں فرمایا گیا ہے: ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ...﴾ (الاحزاب: 21) ''تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

شرم تم کو مگر نہیں آتی
امیر سے ملاقات (8)
نبی کریم ﷺ سے محبت، شرطِ ایمان
روس یوکرین جنگ: کیا آرمیگاڈان کا....
گونج گرج
تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1007

قصہ ابراہیم علیہ السلام میں ہمارے لیے سبق

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 99 تا 104

وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیۡقٍ حَمِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾
فَلَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ
اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾

آیت:99 ﴿وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۹۹﴾﴾ ’’اور نہیں گمراہ کیا ہمیں لیکن ان مجرموں نے۔‘‘

آیت:100 ﴿فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾﴾ ’’تو اب یہاں ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔‘‘

آیت:101 ﴿وَ لَا صَدِیۡقٍ حَمِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾﴾ ’’اور نہ کوئی مخلص دوست۔‘‘

آیت:102 ﴿فَلَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ ’’تو اگر ہمیں ایک مرتبہ لوٹنا نصیب ہو جائے تو ہم مؤمن بن جائیں گے۔‘‘

آیت:103 ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾﴾ ’’یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔‘‘

آیت:104 ﴿وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾﴾ ’’اور یقیناً آپؐ کا رب بہت زبردست، نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

درس حدیث

بعض تحفے سود بن جاتے ہیں؟

عَنْ أَبُو اُمَامَة الباهلی ؓ أَنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے اپنے ’’بھائی‘‘ کے لیے سفارش کی بھائی نے سفارش کرنے پر اسے کوئی تحفہ دیا اور اس نے قبول کیا تو وہ سود کے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوا۔‘‘

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے تحائف وصول کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ کیونکہ کسی عہدہ پر متمکن شخص کو تحائف کی صورت میں رشوت دے کر لوگ غلط کام کرواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے عمال اور افسران کو دورانِ حکومت یا دورانِ خدمات ہدیہ وصول کرنے پر تنبیہہ فرمائی ہے اور یہ تحفے بعض دفعہ سود بن جاتے ہیں۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے 13 اکتوبر کو ڈیموکریٹک کانگریشنل کمپنی کمیٹی لاس اینجلس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جہاں چین اور روس جیسے حریف ممالک کو بے نقط سنائیں وہاں اپنے پرانے حلیف اسلامی جمہوریہ پاکستان پر بھی غصہ نکالا اور اُسے ایک ایسا ملک قرار دیا جس کے ایٹمی اثاثے بے ربط ہیں اور وہ دنیا کے خطرناک ترین ممالک میں سے ہے۔ ایٹمی اثاثوں کی حفاظت کے حوالے سے جو بائیڈن اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال لیتے تو انہیں کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہ پڑتی ویسے تو امریکہ کبھی بھی شرم کھانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا چاہے شمالی ویت نام میں درگت بنے، چاہے بے سروسامان افغان طالبان اُسے ذلیل ورسوا کر کے افغانستان سے نکال دیں یا عراق میں W.M.D کے حوالے سے سفید جھوٹ بولتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا جائے۔ پھر گوانتاناموبے میں 'جنگی قیدیوں' سے غیر انسانی سلوک کا معاملہ ہو یا ابوغریب جیل میں قیدیوں سے درندگی کا مظاہرہ ہوا امریکہ چونکہ سپریم پاور آف دی ورلڈ ہے لہٰذا شرمندگی اُس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی۔ اس سب کچھ کے باوجود ہم اپنی صحافتی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ قارئین ندائے خلافت کو بتا دیں کہ ایٹمی اثاثہ جات کے غیر محفوظ ہونے کا جو طعنہ امریکی صدر جو بائیڈن نے پاکستان کو مارا ہے اُس حوالے سے امریکہ کی اپنی پوزیشن کیا ہے۔ امریکہ دنیا کا واحد ملک ہے جس نے ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کر کے ہنستے بستے شہروں کو آگ کے گولوں میں تبدیل کر دیا، ایک دنیا جل کر راکھ ہوگئی، انسانوں کی کھال اُن کے بدن سے اتر گئی، حاملہ عورتوں نے مفلوج بچے جنے اور مدتوں انسانی نسل پر اُس کے اثرات ختم نہ ہو سکے۔ یہ ایٹم گردی امریکہ کے سوا کسی دوسرے ملک نے آج تک نہیں کی۔ یہ تو وہ وحشیانہ عمل تھا جو امریکہ نے سرِعام کیا۔ اب آ جائیے اس بات کی طرف کہ امریکہ کی ایٹمی اثاثہ جات کے حوالے سے حفاظت کتنی مؤثر اور قابل اعتماد ہے۔

1950ء سے لے کر 1968ء تک امریکہ کے 9 ایٹمی وارہیڈ لاپتہ ہوئے۔ یاد رہے یہ امریکہ سوویت یونین سرد جنگ کا دور تھا۔ اگر آپ وائٹ ہاؤس کی 2010ء کی سٹڈی آن انرجی ایکسیڈنٹس پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کم از کم چھپن (56) حادثات موصوف کے اپنے ملک میں ہوئے ہیں۔ امریکی صدر سے پوچھا جانا چاہیے کہ 14 فروری 1950ء کے اُس حادثے کا جواب دہ کون ہے جب امریکی Convair B-36B سیریل نمبر 44-92075 برٹش کولمبیا میں کریش ہوا جسے 7th Bombardment Wing Carswell Air Force Base کی کمانڈ میں دیا گیا تھا۔ امریکہ کے نیوکلیئر اثاثوں کے غیر محفوظ ہونے کی اور بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ بہرحال ہم اس کے علاوہ کیا کہہ سکتے ہیں کہ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ اب اس حوالے سے اُس بھارت کا قصہ سن لیں جو امریکہ کا بڑا لاڈلا ہے۔ 7 جولائی 2018ء کو بھارت کے شہر کلکتہ سے پانچ بھارتی شہری گرفتار ہوئے جن کے قبضہ سے ایک کلو یورینیئم برآمد ہوا۔ 12 مارچ 2021ء کو نیپالی پولیس نے ایک جگہ چھاپا مارا تو وہاں سے ڈھائی کلو

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 ربیع الاوّل تا 5 ربیع الثانی 1444ھ جلد 31
25 تا 31 اکتوبر 2022ء شمارہ 41
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

یورینیئم برآمد ہوا۔ گرفتار ہونے والوں میں ایک عورت بھی شامل تھی جس نے بتایا کہ اُس کا سسر بیس سال سے بھارت کے ایک ایٹمی مرکز میں کام کر رہا ہے۔ الزام لگانے والے امریکہ اور خوش ہونے والے بھارت کا تو یہ حال ہے جبکہ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ اپنے جوہری اثاثوں کی سکیورٹی کے لیے نظام اس قدر مربوط اور فول پروف ہے کہ پاکستان نے پچیس (25) ہزار کے قریب انتہائی تربیت یافتہ اور چاق و چوبند فوجی نفری ایٹمی اثاثوں کی ہمہ وقت سخت ترین حفاظت کے لیے مامور کی ہوئی ہے۔ بہرحال حفاظت تو اللہ کرنے والا ہے لیکن ریکارڈ یہ ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان میں آج تک ایٹمی اثاثہ جات مکمل طور پر محفوظ رہے ہیں۔ اور کبھی کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ الحمدللہ!

پاکستان کے حکمرانوں اور عوام کے سمجھنے والی اصل بات یہ ہے کہ پاکستان کا اصل قصور اُس کا جرم ضعیفی ہے۔ پاکستان اگرچہ سیاسی عدم استحکام کا شکار بھی ہے لیکن اصل مسئلہ معاشی ہے ہم عالمی قوتوں کے مقروض ہیں۔ ہمارے پاس سرکاری ملازمین کو تنخواہ دینے کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔ ہم سود ادا کرنے کے لیے قرض لے رہے ہوتے ہیں لہٰذا ہم آزادانہ فیصلے نہیں کر سکتے لیکن یہاں تھوڑی دیر کے لیے رک کر سوچیے کہ آج تک دنیا میں کتنے ملک ڈیفالٹ ہوئے ہیں پھر بھی دنیا نے اُن کا کیا بگاڑ لیا ہے۔ وہ تو آج بھی چل رہے ہیں لیکن پاکستان کا معاملہ تھوڑا سا مختلف ہے۔ پاکستان صرف جرم ضعیفی ہی کا مرتکب نہیں ہے بلکہ اس کا اس سے بھی بڑا اور بہت بڑا جرم یہ ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اسلامی مملکت ہوتے ہوئے وہ ایک ایٹمی قوت بننے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ یہ دنیا کو کسی صورت قبول نہیں لہٰذا یہاں Wolf and the lamb والی کہانی دہرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکہ کو بھارت کی آنکھ میں شہتیر نظر نہیں آتا لیکن پاکستان کی آنکھ میں تنکا نظر آ رہا ہے۔ آج اگر پاکستان خدانخواستہ اسرائیل کو تسلیم کر لے اور خاکم بدہن اپنے ایٹمی اثاثہ جات سرنڈر کر دے پھر امریکہ اور اسرائیل کو تو شاید پاکستان سے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ یہ بات الگ ہے کہ پاکستان کے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کو جب موقع ملے گا وہ پاکستان پر ہاتھ صاف کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سرپرست امریکہ کی خفگی کی بھی رتی بھر پرواہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایٹمی اثاثہ جات کو ہمارے تحفظ اور سلامتی کا ذریعہ بنایا ہے ذرا سوچیے تو سہی اگر یوکرائن نے اپنے ایٹمی اثاثے سرنڈر نہ کیے ہوتے تو روس حملہ کرنے کی جرأت کرتا؟

انگریز اور ہندو کی بدترین مخالفت کے باوجود پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا۔ پاکستان جو سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے پسماندہ ممالک میں شمار کیا جاتا ہے اُس کا ایٹمی قوت بن جانا ایک معجزہ ہے۔ کیوں ہم یہ بات نہیں سمجھتے کہ اللہ ہم سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے لیکن اگر ہم جھوٹ، کرپشن، بددیانتی، فریب کاری، سودخوری، بدکاری، حرام خوری پر ڈٹے رہتے ہیں اور باہم سر پھٹول میں مصروف و مشغول رہتے ہیں تو پھر غلط فہمی یا خوش فہمی دور کر لیجیے بندے اللہ کے محتاج ہوتے ہیں اللہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا (معاذ اللہ) وہ یہ بڑا کام کسی اور قوم سے لے لے گا اور ہمیں ذلت و رسوائی سے دو چار کر دے گا لہٰذا اگر اللہ ہمیں اپنے خصوصی فضل سے بچا رہا ہے تو ہمیں بھی اللہ سے خصوصی تعلق قائم کرنا ہوگا۔ ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر حقیقی مسلمان بننا ہوگا ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ نظریۂ اسلام پاکستان کی بنیاد ہے ہم اپنی نظریاتی بنیاد سے انحراف کر کے کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی پاکستان کو قائم و دائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ہمارا نظریہ یعنی اسلام ہمارے وجود کا واحد جواز ہے طاغوتی قوتیں کبھی یہ نہیں چاہیں گی کہ دنیا میں کوئی اسلامی ریاست ایٹمی صلاحیت کی حامل ہو لہٰذا پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا اُن کا ہدف ہے۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ ہم فوری طور پر ہرگز اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ عالمی قوتوں کا مقابلہ کر سکیں البتہ اللہ تعالیٰ کا دامن تھام کر اور رسول اللہ ﷺ کے اتباع سے ایسا راستہ نکل سکتا ہے کہ ہم خود کو اُن کے شر سے محفوظ رکھ سکیں اور ترقی کا زینہ طے کر کے جلد از جلد سیاسی، معاشی اور عسکری لحاظ سے اس قابل ہو جائیں کہ اُن کی شرانگیزی کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔ ان عالمی قوتوں کی منت سماجت ہمیں ان سے نہیں بچا سکتی ہم زیردستی، بلکہ غلامی کی دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے کبوتر آنکھیں بند کرے تو بلی معاف نہیں کرتی ہمیں اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنی ہوں گی۔ ہمیں کشتیاں جلا کر میدان میں اترنا ہوگا اور پوری قوت سے پنجہ آزمائی کرنا ہوگی۔ یہ بازی ہمیں ہر صورت جیتنی ہوگی یعنی جیت یا موت، ہارنے کا کوئی آپشن نہیں۔ اس لیے بھی کہ اگر پاکستان ان اسلام دشمن قوتوں سے خدانخواستہ شکست کھاتا ہے تو یہ صرف پاکستان کی شکست نہیں ہوگی بلکہ عالم اسلام کی شکست ہوگی، امت مسلمہ کی اجتماعی شکست ہوگی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا اور عالم اسلام کا ملتِ واحدہ بننے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

اے مسلمانو! اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو غفلت کی نیند سے جاگو۔ ہاتھوں میں ہاتھ دو اور دشمنانِ اسلام کے آگے آہنی دیوار بن جاؤ تاکہ اُن کے مکروہ عزائم کو ناکام بنایا جائے اور اسلام کا جھنڈا دنیا بھر میں لہرائے۔

☆LGBT کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا موقف کیا ہے؟ ☆ کیا عوام کو ٹرانس جینڈر قانون کے منفی اثرات کا علم ہے؟

☆ کیا ٹرانس جینڈر کو پروموٹ کرنے کے پیچھے کوئی بیرونی سازش ہے؟

☆ کیا دینی سیاسی جماعتوں کو متحد ہو کر اس قانون کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیے؟

☆ تنظیم اسلامی کا تعلق کس فقہ سے ہے اور یہ کس امام کی تقلید کرتی ہے؟

☆ اگر تنظیم اسلامی کی فکر سے اختلاف ہو تو پھر بھی تنظیم میں شامل ہونا چاہیے؟ ایک آدمی تنظیم میں شامل ہو کر کس لیول کا اختلاف کر سکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

مرتب: ابو ابراھیم

سوال: LGBT کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا موقف کیا ہے اور ٹرانسجینڈر قانون کے خلاف تنظیم آگاہی مہم کب شروع کر رہی ہے؟ (مسکان احمد)

امیر تنظیم اسلامی: لفظ LGBT دراصل ٹرانس جینڈر کے قانون کی طرف ہی اشارہ ہے کیونکہ اس پر آج کل کافی بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ ٹرانس جینڈر کا قانون 2018ء میں پاس ہوا تھا جس میں تبدیلیاں کروانے کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں۔ اوریا مقبول جان صاحب نے بھی وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دی ہوئی ہے جبکہ سینٹ میں جماعت اسلامی کے مشتاق احمد صاحب نے اس قانون کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ اس کے علاوہ دینی طبقات کی طرف سے بھی مستقل اس پر کلام ہوا ہے۔ سوالیہ نشان یہ ہے کہ اتنی تیزی کے ساتھ یہاں قانون پاس ہو جاتے ہیں کہ قوم کو پتا ہی نہیں لگنے دیا جاتا۔ اس قانون میں اصل دجل یہ ہے کہ مخنث (خنثیٰ یا انٹرسیکس) طبقہ کو سامنے رکھ کر ایسی شقیں شامل کی گئی ہیں کہ جن سے ہم جنس پرستی کا راستہ کھلتا ہے جو کہ خاندانوں کی تباہی کا معاملہ ہے۔ بہرحال اس قانون کے حوالے سے بحث جاری ہے اور دین کا درد رکھنے والے اپنے تئیں ترمیمی بل لانے کی کوشش کر رہے ہیں، ان شقات کو نکالنے کی بات کر رہے ہیں۔ ٹرانس جینڈر کا لفظ اپنی جگہ غلط ہے کیونکہ دین اسلام جنس کی تبدیلی کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کہتے ہیں کہ مخنث (انٹرسیکس) طبقہ کے جائز حقوق کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے لیکن اس کی آڑ میں مرد یا عورت کے لیے ہم جنس پرستی کا راستہ کھولنا کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔ اس حوالے سے اچھی بات یہ ہے کہ جب جماعت اسلامی کے مشتاق صاحب نے آواز بلند کی تو اس کے بعد پی ٹی آئی کے محسن عزیز نے بھی اس قانون کے خلاف بات کی ہے۔ اسی طرح دوسری سیاسی جماعتوں کے اراکین کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر ماضی میں اس حوالے سے ان سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کا ازالہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ وہ قدرتی معذور (مخنث، انٹرسیکس) افراد کے لیے نیا بل لائیں تو ہم اس کی حمایت کریں گے۔ جہاں تک تنظیم اسلامی کی طرف سے مہم شروع کرنے کا معاملہ ہے تو تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے انسداد سود، فحاشی و عریانی جیسے منکرات کے خاتمے اور نکاح کو آسان کرنے، وراثت کی تقسیم جیسے معروفات کے لیے آواز بلند کی جاتی ہے اور اس حوالے سے مختلف مہمات کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ یہ مستقل ہمارے کرنے کا کام ہے۔ ٹرانس جنیڈر قانون کے خلاف بھی ہم دستیاب ذرائع کے ذریعے کوششیں کر رہے ہیں۔ خطاب جمعہ میں کلام کیا، پرنٹ میڈیا میں پریس ریلیز کو جاری کیا، زمانہ گواہ ہے کا پورا تفصیلی پروگرام اس پر کیا۔ اسی ماہ اکتوبر میں اس موضوع پر ایک سیمینار منعقد کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے علاوہ فلیکس، بل بورڈز، اشتہارات کے ذریعے بھی اس قانون کے خلاف آواز بلند کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاءاللہ!

سوال: کیا عوام کو ٹرانس جینڈر قانون کے منفی اثرات کا علم ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: چونکہ یہ قانون انگریزی میں تھا تو میرا گمان غالب ہے کہ تقریباً پچاس فیصد ممبران پارلیمنٹ بھی اس بل کی اصطلاحات کو نہ سمجھتے ہوں۔ اگر ان کو یہ قانون سمجھ نہیں آیا تو عوام کو کیا آئے گا؟ اسی لیے دشمن قوتیں ایسے قوانین ہم پر مسلط کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ اب یہ قانون تین سال پہلے پاس ہوا لیکن کسی نے اس کے نقصانات کا ذکر تک نہیں کیا۔ اب جب اس پر کھل کر بات ہوئی تب لوگوں کو پتا چلا کہ یہ تو ہماری معاشرتی اقدار کا بیڑا غرق کرنے والا قانون ہے۔ دوسری طرف یہاں اقلیتی سیکولر طبقہ اس کے حق میں میدان میں ہے کیونکہ وہ ذرائع ابلاغ پر اپنا اثر ورسوخ زیادہ رکھتا ہے۔ اس لیے اس آگاہی کی شدید ضرورت ہے کہ اگر خدانخواستہ یہ قانون نافذ ہو گیا تو اعداد و شمار ہمارے سامنے ہیں کہ کتنے مردوں نے اپنے آپ کو عورت رجسٹرڈ کروا لیا ہے اور کتنی عورتوں نے اپنے آپ کو مرد رجسٹرڈ کروا لیا ہے۔ اس سے معاشرے میں جو تباہی پھیلے گی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ خاص طور پر ہمارے وراثت، پردے، مخلوط محافل کی روک تھام، ہم جنسی پرستی کے حوالے سے دینی احکامات داؤ پر لگ جائیں گے۔ جب یہ سب کچھ تباہ ہو گیا تو پھر ہم مغربی معاشرت کی سطح پر آ جائیں گے۔ 12 فروری 2015ء کو باراک حسین اوباما نے سٹیٹ آف یونین ایڈریس میں کہا کہ ایک مضبوط گھرانہ ایک مضبوط معاشرے کی ضرورت ہے اور مضبوط معاشرہ امریکہ کی ضرورت ہے۔ خدا کے واسطے شادیاں کرو اور گھر آباد کرو۔ اس سے پہلے بش کے بھی یہی الفاظ تھے۔ اس سے پہلے کلنٹن نے تو شادیاں نہ کرنے کا نقصان کھلے عام بتایا تھا کہ عنقریب ہمارے لوگوں کی آبادی حرامزادوں پر مشتمل ہو گی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ان معاشروں کے بارے میں کہتے تھے کہ ان معاشروں سے سرانڈ اور بدبو آرہی ہے جہاں اقدار ختم ہوچکی ہیں۔ کیا ہم ان سطحوں پر جانا چاہتے ہیں؟ لہٰذا اس حوالے سے شدید آگاہی کی ضرورت ہے ، ورنہ اس کے بعد ہم جنس پرستی کا راستہ کھلے گا اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہوگی۔ قرآن میں باقی اقوام کے عذابوں کا تذکرہ ہے لیکن قوم لوط کو چار عذاب دیے گئے۔ ایک اندھا کیا، دوسرا پتھر برسائے گئے ، تیسرا ان کی بستی کو اٹھا کر پٹخ دیا گیا اور چوتھا ان کو بحر مردار میں غرق کر دیا گیا۔ یعنی ان کو نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ ہم جنس پرستی کے نتیجے میں خاندان یا گھر کا معاملہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس میں بوڑھے زیادہ ہیں اور نوجوان کم ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد ان کو مشکلات پیش آئیں کیونکہ نکاح کرتے ہی نہیں تھے اور بچے تھے ہی نہیں۔ چنانچہ فرانس کی حکومت نے اعلان کیا کہ جو زیادہ بچے پیدا کرے گا اس کو حکومت زیادہ سہولیات دے گی اور سپورٹ کرے گی۔ اسی طرح ہمارا خاندانی نظام اور معاشرہ بھی تباہ ہوجائے گا اگر ہم نے اس قانون کو نہ بدلا۔

سوال: کیا ٹرانس جینڈر کو پروموٹ کرنے کے پیچھے کوئی بیرونی سازش ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اب یہ بات بہت معروف ہوچکی ہے کہ ہمارے کئی ارکان پارلیمنٹ کو این جی اوز مختلف سروسز مہیا کرتی ہیں، ان کو منافع اور سہولیات دی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے پھر ان کو کہاں ایسے قانون پڑھنے، سمجھنے اور اس کو ڈرافٹ کرنے کا وقت ہوگا بلکہ جو لوگ ان کو سہولیات فراہم کر رہے ہیں وہ انہی کی زبان بولے گا۔ ورنہ کوئی مسلمان ہو اور اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والا ہو اور باقاعدہ حلف لے کر پارلیمنٹ میں بیٹھا ہو تو کیا وہ اس طرح کے قانون کو منظور کرنے کا تصور کرسکتا ہے؟ یہ اصل میں سوشل انجینئرنگ کے نام پر جو ہم پر پریشر ڈالے جارہے ہیں اور جو دجالی تہذیب کے حملے ہمارے معاشرتی نظام پر کیے جارہے ہیں یہ اسی کا شاخسانہ ہے۔ لگتا ہے کہ اس بل پر زیادہ بحث اور بولنے کا موقع نہیں دیا گیا ورنہ جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کی دوخواتین نے اس کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ پھر ارکان پارلیمنٹ نے اس کو پڑھا ہی نہیں جس کی وجہ سے پی ٹی آئی کے سینیٹر محسن عزیز نے تسلیم کیا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ دوسری ایک بہت بڑی دینی سیاسی جماعت حکومتی اتحاد میں ہے جنہوں نے اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں پیش کیا ہے لیکن وہاں اگر اس کو کالعدم کر دیا گیا تو پھر سپریم کورٹ میں اپیل ہوجائے گی اور معاملہ لٹک جائے گا۔ جس طرح سود کا معاملہ تیس سال سے لٹک رہا ہے۔ ہم جمعیت علماء اسلام کو مشورہ دیں گے کہ وہ اس بل کو پارلیمنٹ میں پیش کریں اور سادہ اکثریت سے خارج کروائیں اور پھر نیا ترمیمی بل منظور کروائیں۔ یہ اقدام ان کے لیے سجدہ سہو کی مانند ہوگا۔ پھر ہمارے عوام بھی مسلمان ہیں، اگر ان پر سود کے دھندے مسلط کر کے ان کی نسلوں کو مقروض بنا دیا گیا تو ان کو میدان میں آنا چاہیے۔ اسی طرح دجالی تہذیب اور سوشل انجینئرنگ کے ذریعے اگر ہم پر ایسے قوانین مسلط کیے جارہے ہیں جو ہمارے خاندانوں اور نسلوں کو برباد کر دیں گے تو پھر عوام کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی سطح پر آواز بلند کریں۔

سوال: کیا دینی سیاسی جماعتوں کو متحد ہو کر اس قانون کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیے؟

امیر تنظیم اسلامی: یقیناً! اس ملک میں جب بھی کوئی خلاف شریعت قانون بنانے کی کوشش کی گئی اور دینی جماعتوں نے اس کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کی تو وہ بل پاس نہیں ہوا۔ جہاں تک انٹرسیکس یا مخنث طبقہ ہے اس کے لیے باقاعدہ شریعت میں احکامات موجود ہیں۔ ان کے حقوق کی بات ہونی چاہیے۔ مگر اس طبقہ کی آڑ میں سوشل انجینئرنگ کے ذریعے دجالی تہذیب کو ہم پر مسلط کر کے ہماری نسلوں کو تباہ کرنے کا اگر کوئی کام کیا جارہا ہے تو اس کے خلاف آواز اٹھانا ہمارا دینی، قومی، ملی فریضہ ہے۔ اس وقت سارا کفر اکٹھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الکفر ملة واحدة)) سارا کفر ملت واحد ہے تو پھر دینی جماعتوں کو اپنے تمام فقہی اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ملت واحد ہونا چاہیے اور اس طرح کے منکرات کے خلاف مل کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ قرآن حکیم نصاریٰ سے کلام کرتے ہوئے ایک اصول ہمیں دیتا ہے:

﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران: 64) ”آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے“

یہاں مشترکات پر ہماری آواز ایک ہونی چاہیے۔ عجیب بات ہے کہ اگر ہم معروف پر اشتراک کرنے کی کوشش کریں تو مشکل ہے کیونکہ بعض مرتبہ ایک کام کسی کے نزدیک نیکی ہوتا ہے لیکن دوسرا اس کو کچھ اور قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور دیگر بزرگ اہل علم حضرات نے کہا کہ ہمارا اتفاق منکرات پر ہوسکتا ہے کیونکہ منکرات کے منکر ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم نے کہا: حاکمیت اللہ کی ہو، کتاب وسنت کی بالادستی ہو اگر اس کے برعکس کچھ ہو رہا ہے تو وہ سب سے بڑا منکر ہوگا جس کے خلاف ہمیں کھڑا ہونا چاہیے۔ سود، ٹرانسجینڈر قانون، شراب، جوا اور دوسرے منکرات کی بات کر لیں اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ منہج انقلاب نبوی ﷺ اور رسول انقلاب ﷺ کے طریقہ انقلاب کی روشنی میں جب غلبہ دین کے لیے تحریک کے برپا کرنے کے حوالے سے کلام کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ کسی بڑے منکر کے خاتمے کا مطالبہ لے کر ہم تحریک کو برپا کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ معروف پر ہمارا اشتراک ہونا مشکل ہے، منکرات کے بارے میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اس انداز سے بھی ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے۔

سوال: اگر تنظیم اسلامی کی فکر سے اختلاف ہو تو پھر بھی تنظیم میں شامل ہونا چاہیے؟ ایک آدمی تنظیم میں شامل ہو کر کس لیول کا اختلاف کرسکتا ہے؟ (سید عمر بن ماجد)

امیر تنظیم اسلامی: اگر کوئی بندہ تنظیم اسلامی میں شامل ہونا چاہتا ہے تو چند ایک بنیادی باتیں جاننا ضروری ہیں۔ مثلاً

1۔ ہمارے عقائد اہل سنت والجماعت والے ہیں جس میں احناف اور اہل حدیث بھی شامل ہیں۔

2۔ تنظیم اسلامی کی فکر سے اتفاق ہونا لازمی ہے اور فکر میں یہ بھی ہے کہ ہمارا دین صرف انفرادی زندگی نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں کے لیے راہنمائی دیتا ہے۔ پھر دینی فرائض ہیں کہ ہم خود اللہ کی بندگی کی کوشش کریں اور اس بندگی کی دعوت دوسروں کو دیں اور پھر اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

3۔ اس کام کے لیے جماعت ضروری ہے اور جماعت ایسی جو بیعت کی بنیاد پر ہو جس کے لیے سیرت النبی ﷺ اور اسلاف کی پوری تاریخ شاہد ہے۔

تنظیم اسلامی کے بنیادی فکر اور طریقہ کار سے اتفاق ہونا لازمی ہے۔ ہمارے ہاں طے شدہ معاملہ ہے کہ ہم منہج انقلاب نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر حتی الامکان اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ کی جدوجہد جاری تھی تو اس کے دوران قتال کا بھی حکم

آیا اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار بھی اٹھائی لیکن آپ ﷺ کے سامنے کفار اور مشرکین تھے، ان کی گردن اڑانے کا حکم تھا۔ آج اگر ہم مسلم معاشرے میں اللہ کے دین کے غلبے کے لیے میدان میں آئیں گے تو سامنے مسلمان ہوں گے۔ لہٰذا کسی مسلمان پر تلوار نہیں اُٹھائی جاسکتی ہے، اس لیے ہم پُرامن اور غیر مسلح تحریک کی بات کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ الیکشن کے ذریعے چلتے ہوئے نظام میں بہتری تو لائی جاسکتی ہے لیکن اس کو بدلا نہیں جاسکتا۔ نظام ہمیشہ انقلابی جدوجہد اور تحریک کے ذریعے سے بدلتا ہے۔

4۔ تنظیم کے امیر پر اعتماد ہونا بھی لازم ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ تنظیم میں رہ کر کن ایشوز پر اختلاف کیا جا سکتا ہے؟ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا کی تھی، وہ سیاسی تبصرے کرتے تھے لیکن ساتھ کہتے تھے میرے ان سیاسی تبصروں کے حوالے سے کوئی اختلاف رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح نماز کا طریقہ ہے۔ بانی تنظیم اسلامی اکثر فقہ حنفی کے مطابق نماز ادا کرتے تھے لیکن کبھی رکوع اور سجدے سے پہلے رفع الیدین کیا کرتے تھے، اگر کوئی رفیق تنظیم ان سے اس حوالے سے علمی اختلاف رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ یعنی مسلکی معاملات، فقہی آراء، سیاسی امور کے حوالے سے اختلاف کی گنجائش بالکل موجود ہے۔ البتہ پہلی چار چیزوں میں اختلاف کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی کرنا چاہے تو ہم نے بارہا واضح کیا ہے کہ تنظیم اسلامی الجماعۃ نہیں ہے کیونکہ الجماعۃ پوری امت مسلمہ ہے۔ اس الجماعۃ میں بہت ساری دینی جماعتیں ہوں گی، اگر کوئی تنظیم میں نہیں شامل ہونا چاہتا تو کسی دوسری جماعت میں ہو جائے کیونکہ دین سے، دین کے فرائض اور دین کے تقاضوں سے تو اختلاف نہیں ہے۔ کسی دینی جماعت میں شامل ہونا لازمی ہے کیونکہ کوئی بندہ اکیلا دین کی اقامت کا کام نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی بندہ ساری دینی جماعتوں کو غلط سمجھتا ہے تو میں ایسے شخص کو کہتا ہوں کہ آپ نے ساری جماعتوں کا تجزیہ کر لیا ہے اور آپ زیادہ فہم والے ہیں تو آپ خود کھڑے ہوں اور جماعت بنائیں۔ اگر یہ بھی مشکل ہے تو پھر کسی جماعت میں آنا پڑے گا کیونکہ جماعت کے بغیر گزارا نہیں۔

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ دین کو قائم کرنے کے لیے جہاں میرا اختیار ہے وہاں مجھ پر فرض ہے لیکن جہاں میرا اختیار نہیں ہے وہاں میرے اوپر فرض نہیں ہے۔ کیا یہ اختلاف شمار ہوگا؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ تو شدید اختلاف ہوگا۔ کیونکہ جہاں انسان دین پر عمل کرسکتا ہے وہاں فوراً عمل کرنا لازم ہے۔ لیکن دین کہتا ہے:

﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠﴾ (البقرۃ: 208)

''اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

یعنی رب کی طرف سے پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے کا تقاضا ہے۔ اس کے لیے نظام کا درست ہونا بھی تو ضروری ہے۔ نظام ہر بندے کے اختیار میں نہیں ہے لیکن نظام کے بدلنے کے لیے محنت کرنا ہر بندے کے اختیار میں ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ﴾ (البقرۃ:286)

''اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا بندے کا فرض ہے۔ اس کے لیے جماعت ہے، جماعت کے اندر میکنزم ہوگا۔ کر کے دکھا دینا بندہ کا فرض نہیں ہے۔ ہزاروں انبیاء تشریف لائے، بعض تو شہید کر دیے گئے۔ ان کے ہاتھوں اللہ کا دین غالب تو نہ ہوا مگر وہ اللہ کے ہاں کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ غزوۂ احد میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے، تب تک دین غالب نہیں ہوا تھا لیکن وہ سب شہداء اس جدوجہد میں اپنا حصہ ڈال کر کامیاب ہو گئے۔ 8ھ میں مکہ فتح ہو گیا، دین غالب ہو گیا لیکن عبداللہ بن ابی ناکام ہو گیا کیونکہ اس نے اپنا حصہ نہیں ڈالا۔ تو اصل معاملہ دین غالب کرنا نہیں بلکہ اصل معاملہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنا ہے۔ بہرحال بندگی، بندگی کی دعوت اور بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سوال: کسی جماعت میں شمولیت سے پہلے امیر کو پرکھنا ہو تو اس کا کیا طریقہ کار ہے؟ (عمار)

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جماعت کی قیادت کو قریب رہ کر پرکھا جائے کیونکہ جماعت کے ہر بندہ کو پرکھنا تو مشکل ہوتا ہے وہ کتنوں کو پرکھے گا تو بہتر ہے قیادت کو پرکھ لے۔ اس کا آئیڈیل پہلو یہ ہے کہ جماعت کے امیر کے ساتھ وقت گزاریں، اس کے شب و روز کو دیکھیں اور پھر پرکھ کر کوئی فیصلہ کریں۔ یہ طریقہ آئیڈیل تو ہے لیکن عملی طور پر دیکھنا ہوگا کہ جو صاحب پرکھنا چاہتے ہیں ان کا وقت کتنا قیمتی ہے اور امیر کی مصروفیات کو بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ کتنا اس بات کی اجازت دیتی ہیں۔ جب ہم اپنے بچے کے لیے کسی سکول کا انتخاب کرتے ہیں تو جا کے سکول میں پورا سال تو نہیں بیٹھتے بلکہ پرنسپل سے بات کرتے ہیں، اس کا بروشر دیکھتے ہیں اور کچھ دو چار والدین سے بات کرتے ہیں جن کے بچے وہاں پر پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اس کے بعد بچے کے داخلے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اسی طریقے پر اگر کوئی جماعت میں جانا چاہتا ہے تو پھر اس جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرے، جماعت کے امیر کے بیانات اور کتابیں دیکھے، اس کی بائیوگرافی اور بائیو ڈیٹا بھی مل جائے گا اور پھر اس سے ملاقات وغیرہ یہ عملی پہلو ہیں جو فوری دستیاب ہیں۔ لیکن اس امیر کے ساتھ وقت گزارنا آئیڈیل پہلو ہوگا، اس کے ساتھ سفر کریں۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ امیر کی زندگی مشقتوں والی ہوتی ہے، اس کے ساتھ سفر کرنا اور اس کے ساتھ وقت گزارنا اور پھر اسے پرکھنا آسان نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی کرنا چاہتا ہے تو اس کو سہولت پہنچائی جاسکتی ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کا تعلق کس فقہ سے ہے اور یہ کس امام کی تقلید کرتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی کی اٹھان کسی مسلک کی بنیاد پر نہیں ہے۔ ہم تمام مکاتب فکر اور مسالک کا احترام کرتے ہیں۔ جس طرح دوسری دینی جماعتیں مثلاً جمعیت علماء اسلام (دیوبندی مسلک)، جمعیت علماء پاکستان (بریلوی مسلک) اور جمعیت اہل حدیث مسالک کی بنیاد پر قائم ہیں اس طرح تنظیم اسلامی کسی مسلک کی بنیاد پر قائم نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکثر رفقائے تنظیم فقہ حنفی کے مطابق اور بعض اہل حدیث کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنے نظم میں رفقاء کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے فقہی مسائل میں اپنے معتمد علیہ علماء کی فقہی آراء اور فتاویٰ پر عمل کرسکتے ہیں۔ لیکن ان مباحث کو اختلافی انداز میں ہم اپنے ہاں کھولنے کی اجازت نہیں دیتے۔

❁❁❁

قولِ زریں

نصیحت وہ سچی بات ہے جسے ہم کبھی غور سے نہیں سنتے اور غیبت وہ بدترین دھوکہ ہے جسے ہم پوری توجہ سے سنتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، شرطِ ایمان

محمد عابد ندوی

امت پر رسول اللہ کے حقوق میں ایک اہم حق آپ سے محبت کرنا ہے اور ایسی محبت مطلوب ہے جو مال و دولت سے، آل اولاد سے بلکہ خود اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ یہ کمال ایمان کی لازمی شرط ہے۔ آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ماں باپ سے، بیوی بچوں سے اور خود اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ بن جائے۔ یہ حبِ نبوی دین کی بنیاد اور اس کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے
لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے
کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت
جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جسے تم پسند
کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے
اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم
انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے، اللہ تعالیٰ
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (التوبہ:24)

والدین، بیوی بچے، مال و دولت اور خاندان و قبیلہ وغیرہ ان سب کی محبت فطری ہے اور اللہ کی طرف سے انسانی فطرت میں ودیعت ہے۔ آیت بالا میں اس کی نفی نہیں بلکہ اس بات کا مطالبہ ہے کہ ان سب چیزوں کی محبت سے زیادہ اللہ ورسول سے اور اللہ کے دین سے محبت ہونی چاہئے اور یہ ایسی لازمی وضروری چیز ہے کہ اس کے نہ ہونے کی صورت میں سخت وعید ہے کہ اللہ کا عذاب بھی آسکتا ہے نیز آیت کے اخیر میں یہ کہہ کر کہ ”اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا“ اس طرف اشارہ فرما دیا کہ ایسے لوگ جو اللہ ورسول کو سب سے زیادہ محبوب نہیں رکھتے وہ فسق وگناہ میں مبتلا، راہِ حق سے ہٹے ہوئے اور ہدایتِ الٰہی سے محروم ہیں۔ مومن کے لیے نبی کریم ﷺ سے محبت کس درجہ اہم اور ضروری ہے؟ احادیث سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو ایمان کی بنیاد قرار دیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (صحیح بخاری)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔“ (صحیح مسلم)

ایک اور روایت سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپؐ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میرے نفس کے۔ جس پر نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

”نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں۔“ یعنی اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔ زبانِ رسالتؐ سے یہ بات سنی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”ہاں! اللہ کی قسم، اب آپؐ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں اب اے عمرؓ“، یعنی اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔ (صحیح بخاری)

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر بندۂ مومن کو رسول اللہ ﷺ سے ضرور محبت ہونی چاہئے اور یہ محبت دنیا کی تمام محبوب چیزوں سے حتیٰ کہ اپنی عزیز جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے۔ جب تک کوئی شخص اس معیار پر پورا نہ اترے، اس کا ایمان بھی مکمل نہیں ہوسکتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ذات سے بڑھ کر رسول اللہ سے محبت کی ایسی مثالیں پیش کیں کہ عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے اور تاریخ کسی اور شخص کے بارے میں ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ لوگوں کی محبت کیسی ہوتی تھی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ہمیں مال واولاد اور ہمارے ماں باپ سے زیادہ محبوب تھے اور اس سے زیادہ محبوب تھے جتنا کہ شدید پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی ہوتا ہے۔“

کتبِ سیرت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت، جانثاری اور فداکاری کے بے شمار واقعات موجود ہیں، چند مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ کو کفار نے پکڑ لیا اور انہیں قتل کرنے کے ارادے سے حرم سے باہر لے چلے۔ راستہ میں ابوسفیان نے (جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، بتاؤ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) پھانسی دی جاتی اور تم گھر میں آرام سے رہتے؟ زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

”اللہ کی قسم! مجھے ہرگز یہ بات بھی گوارا نہیں کہ میں چھوڑ دیا جاؤں اور اس رہائی کے بدلے محمد ﷺ کو اسی جگہ رہتے ہوئے جہاں آپ ﷺ اس وقت تشریف فرما ہیں کوئی کانٹا بھی چبھے۔“ یہ سن کر ابوسفیان حیران رہ گیا اور یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ ہم نے کسی کو کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محبت اصحابِ محمد ﷺ، محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ/بیہقی)

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کفار کی ایک سازش میں ان کی زد میں آگئے۔ کفار نے انہیں چند دن تک بھوکا پیاسا قید رکھا پھر انہیں سولی پر لٹکانے کے لیے ایک مقام پر لے آئے۔ تختۂ دار پر کھڑا کرنے کے بعد ان ظالموں نے کہا کہ اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہوسکتی ہے مگر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جواب تھا کہ جب اسلام نہ رہا تو جان رکھ کر کیا کروں؟ ظالم کفار نے نہ صرف انہیں سولی پر لٹکایا بلکہ نیزوں سے ان کے جسم کو اذیت بھی دینے لگے۔ ایک شقی القلب نے نیزہ سے جگر چھید کر کہا: اب تو تم ضرور یہ پسند کرتے ہوگے کہ میری جگہ محمد ﷺ ہوتے اور میں چھوٹ جاتا۔ یہ سننا تھا کہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نہایت جوش

سے بول اٹھے ''اللہ کی قسم! مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان بچ جائے اور اس کے عوض محمد ﷺ کے پائے مبارک میں کانٹا چبھے۔'' (البدایہ والنھایہ) سیدنا خبیب ؓ نے عین اس وقت پر جبکہ انہیں سولی پر لٹکایا جا رہا تھا چند فی البدیہہ اشعار کہے جن سے ان کے عزم و استقامت کے ساتھ اسلام اور رسول اللہ سے سچی محبت چھلکتی ہے، ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''گروہ در گروہ لوگ میرے اطراف جمع ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے۔ یہ مجھ سے دشمنی نکالنے میں پُرجوش ہیں۔ میں ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔ قبیلوں نے (تماشا دیکھنے کے لیے) عورتوں بچوں کو بھی بلا رکھا ہے۔ مجھے ایک مضبوط لکڑی کے پاس لے آئے ہیں اور مجھ سے کہا کہ کفر اختیار کرنے سے آزادی مل سکتی ہے لیکن میرے لئے تو اس سے موت آسان ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مگر مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ میں دشمن سے عاجزی کروں گا نہ چلاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں اللہ کے پاس جا رہا ہوں موت سے اس لیے مجھے ڈر نہیں کہ ایک دن مجھے مرنا ہے۔ میں جھلسا دینے والی جہنم کی آگ سے ڈرتا ہوں۔ اب انہوں نے خوب زدوکوب کر کے میرا گوشت کوٹ دیا ہے اور زندگی کی امید جاتی رہی۔ میں اپنی درماندگی و بے کسی کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو مجھے اس کی پروا نہیں کہ اللہ کے راستے میں کس پہلو پر میں گرتا ہوں۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ میرے ان پارہ ہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت عطا فرما دے۔''

سیدنا سعید بن عامر ؓ کبھی کبھی بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ سیدنا عمر ؓ نے وجہ دریافت کی تو عرض کیا کہ مجھے کوئی بیماری نہیں لیکن میں اس مجمع میں موجود تھا جب خبیب ؓ کو سولی پر لٹکایا گیا۔ مجھے ان کی باتیں یاد آتی ہیں تو روح کانپ جاتی ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت اور جانثاری کی کئی مثالیں سامنے آئیں۔ مسلم تیراندازوں کے ایک دستہ کی غلطی سے مسلمانوں کو وقتی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور کفار کی فوج پشت سے حملہ آور ہوئی تو ایک موقع ایسا بھی آیا کہ رسول رحمت ﷺ جو سارے عالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے تھے بے رحم دشمنان اسلام کے نرغہ میں آ گئے۔ اس وقت آپ کے قریب چند جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھوں اور اپنے سینوں سے ڈھال کا کام کیا۔

آپ ﷺ کی طرف آنے والے ہر تیر کو وہ ہاتھ اور سینے سے روکتے رہے۔ سیدنا ابوطلحہ ؓ نے 70 سے زیادہ تیر اپنے ہاتھ اور سینے سے روکے۔ ان شدید زخموں کے سبب ان کا ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا تھا۔ ایک موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سیدنا ابوطلحہ ؓ جو آپ کے لیے ڈھال بنے ہوئے تھے کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ نظر نہ اٹھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کا کوئی تیر آپؐ تک پہنچ جائے، میرا سینہ آپؐ کے لیے حاضر ہے۔ یعنی جب تک مجھ میں جان ہے آپؐ تک دشمن کا کوئی تیر نہیں پہنچ سکتا۔

اس موقع پر سیدنا ابو دجانہ ؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی محبت میں آپؐ کی حفاظت کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ وہ آپؐ پر جھک کر اس طرح ڈھال بن گئے کہ دشمنوں کے تیر ان کی پیٹھ میں پیوست ہونے لگے لیکن وہ ذرا حرکت نہ کرتے تھے کہ کہیں کوئی تیر رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچ جائے۔

اسی غزوۂ میں رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ بھی پھیل گئی۔ یہ خبر جب مدینہ پہنچی تو ایک انصاری خاتون بے اختیار میدانِ احد کی طرف نکل پڑیں۔ اس غزوہ میں اس عورت کے باپ، بھائی، بیٹا اور شوہر سب شہید ہو گئے تھے۔ وہ جب ان پر سے گزرتی تو لوگ یکے بعد دیگرے اسے خبر دیتے کہ یہ تمہارا باپ ہے، یہ بیٹا، یہ بھائی اور یہ تمہارا شوہر ہے لیکن وہ ہر مرتبہ بے چینی سے پوچھتی کہ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں؟ وہ کہتے کہ آپؐ آ گئے ہیں، وہ کہتی کہ مجھے دکھاؤ کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ جب چہرۂ مبارکؐ پر نظر پڑی تو بے اختیار کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ سلامت موجود ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے۔ (سیرت ابن ہشام)

مدینہ منورہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی تھا لیکن ان کے بیٹے سیدنا عبداللہ ؓ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ وہ مخلص و صادق اہل ایمان میں سے تھے اُن پر اپنے والد کا نفاق بھی ظاہر تھا۔

ایک مرتبہ مدینہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ نفاق کی وجہ سے عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہیں۔ یہ خبر جب ان کے لڑکے سیدنا عبداللہ ؓ تک پہنچی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپؐ چاہیں تو اپنے باپ (عبداللہ بن ابی) کا سر کاٹ کر آپؐ کی خدمت میں پیش کر دوں'' لیکن آپؐ نے منع فرما دیا کہ آپ دشمنوں کے لیے بھی شفیق و مہربان تھے اور ان کی ہدایت کے لیے فکرمند رہا کرتے تھے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ اہل و عیال سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ جب کبھی آپؐ کی یاد آتی تو میں گھر میں ٹک نہیں سکتا تھا جب تک کہ آپؐ کی خدمت میں آ کر آپؐ کو دیکھ نہ لیتا، تسلی نہ پاتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ سے بے پناہ محبت اور جانثاری کی بے نظیر مثالیں سیرت میں موجود ہیں جن سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ اہل ایمان سے جس محبتِ نبویؐ کا مطالبہ کیا گیا تھا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ ماں باپ، اولاد اور اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔ یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی محبت کر کے دکھائی۔ ان کے ہاں صرف محبت اور عشق رسول ﷺ کے دعوے نہیں تھے بلکہ عمل سے وہ اس کا ثبوت بھی فراہم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے نبی کریم ﷺ سے سچی محبت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم فل فارما کالوجی (D.Pharmacy)، قد "5'.6، خلع یافتہ کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔
برائے رابطہ: 0301-6919123

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 40 سال، تعلیم ایم فل کیمسٹری، گورنمنٹ جاب کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ سیکنڈ میرج والے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔
برائے رابطہ: 0309-7902433

امریکی صدر نے آرمیگاڈان کا ذکر کر کے یاد دلایا ہے کہ امریکی آج بھی اپنی پالیسی پر قائم ہیں جبکہ دوسری طرف 57 اسلامی ممالک میں سے کسی کو بھی توفیق نہیں ہوئی کہ افغانستان کی واحد اسلامی حکومت کو تسلیم کر سکیں: شجاع الدین شیخ

سردیوں میں صرف گیس کا ہی نہیں بلکہ آٹے کا بھی بحران آئے گا مگر ہماری حکومت روس سے سستی گندم اور گیس اس لیے نہیں خرید رہی کہ امریکہ ناراض نہ ہو جائے: ایوب بیگ مرزا

پیوٹن کی ایٹمی جنگ کی دھمکی صرف یوکرائن کے لیے نہیں بلکہ یورپ کے لیے بھی ہے۔ دوسری طرف امریکہ بھی آرمیگاڈان کی بات کر کے عالمی جنگ کی دھمکی دے رہا ہے: رضاء الحق

روس یوکرائن جنگ: کیا آرمیگاڈان کا پیش خیمہ ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: روس اور یوکرائن کی جنگ فروری 2022ء سے جاری ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس میں شدت آ رہی ہے۔ روسی صدر پیوٹن ایٹمی جنگ جبکہ امریکی صدر جو بائیڈن آرمیگاڈان کی بات کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال کیا رُخ اختیار کرتی نظر آ رہی ہے؟

رضاء الحق: یورپ اور امریکہ کے اپنے مفادات ہیں جبکہ روس کی اپنی خواہشات ہیں جن کی تکمیل کے لیے وہ آگے بڑھ رہا ہے لیکن محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تیسری قوت اس جنگ میں جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے۔ روس نے جب یوکرائن پر حملہ کیا تو اس کے کچھ اہداف تھے۔ مثلاً نیٹو کی توسیع کو روکنا، امریکہ کے غلبے کو نقصان پہنچانا، اپنے پانی کے راستوں کو محفوظ بنانا اور یوکرائن کو مکمل طور پر معذور کرنا تاکہ وہ روس کے خلاف استعمال ہونے کے قابل نہ رہے۔ اس معاملے میں وہ کافی کامیاب ہوا ہے۔ روس اور یوکرائن کے علاقے کو بریڈ باسکٹ آف دی ورلڈ کہا جاتا ہے کیونکہ تقریباً 40 فیصد گندم وہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر یورپ میں 35 فیصد گیس روس سے جاتی ہے، اس کو بھی کنٹرول میں رکھنا تھا۔ اگر دیکھا جائے تو معاشی حوالے سے روس کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا کہا جا رہا تھا۔ پھر روس کو گرم پانیوں تک رسائی کی ضرورت تھی جس کے لیے وہ پہلے افغانستان اور پھر شام کی جنگ میں کوششیں کر چکا ہے۔ ماضی قریب میں روس نے عوامی سطح پر رضاکارانہ بھرتیاں کی ہیں۔ دوسری طرف یوکرائن کی طرف سے بھی مزاحمت بڑھ رہی ہے اور وہ اب آگے بڑھ کر روس کے دفاعی اثاثوں کو نشانہ بنا رہا ہے جس کی وجہ سے پھر پیوٹن کو ایٹمی جنگ کی دھمکی دینی پڑی۔ امریکہ دو سالوں میں تقریباً 17.5 بلین ڈالر یوکرائن میں انوسٹ کر چکا ہے، جبکہ یورپی یونین اور نیٹو نے 5 بلین ڈالر کی امداد یوکرائن کو دی ہے جس میں مالی، عسکری اور فوجی مدد بھی شامل ہے۔ یعنی امریکہ، نیٹو اور یورپی یونین روس کو کاؤنٹر

مرتب: محمد رفیق چودھری

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ پیوٹن کی ایٹمی جنگ کی دھمکی صرف یوکرائن کے لیے نہیں ہے بلکہ یورپ کے لیے بھی ہے۔ جہاں تک جو بائیڈن کی آرمیگاڈان کی بات ہے تو اس کو مذہبی تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی مذہبی تنظیمیں، یہودی لابی، نیوکانز وغیرہ بائبل کی ٹرمز کو استعمال کرتے رہتے ہیں لیکن امریکی صدر یہ بھی بتانا چاہ رہے ہیں کہ اگر دنیا پر اس کی اجارہ داری کو خطرہ ہوا تو وہ ہر قسم کا ایکشن لے سکتا ہے، چاہے پوری دنیا کو آگ میں جھونکنا پڑے۔ بہر حال آگے سردیاں آ رہی ہیں اور یورپ میں سردی بہت زیادہ ہوتی ہے اگر گیس کا بحران بڑھ گیا تو پھر اس جنگ کے بڑھنے کا خدشہ ہے۔

سوال: روسی صدر پیوٹن نے چار مفتوحہ علاقوں میں ریفرنڈم کرا کے اپنے ساتھ ضم کرنے کی صورت بنائی ہے۔ کیا کسی مزاحمت کے بغیر روس ان علاقوں کو اپنے قبضے میں لے سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: روس نے ان چار علاقوں لوہانسکی، ڈونسک، خرسون، زیپریجیا کو فتح کرنے کے بعد ان کو ریفرنڈم کے ذریعے روس میں ضم کر لیا ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کی ساٹھ ستر فیصد آبادی پرو رشیا ہے۔ ریفرنڈم میں تو روس کے حق میں فیصلہ آیا لیکن دوسری طرف 30، 40 فیصد آبادی کی طرف سے مزاحمت بھی ہو رہی ہے، مزاحمت کرنے والوں کی ملیشیا فورسز وہاں متحرک ہیں۔ امریکہ ان مزاحمت کاروں کی بھرپور مدد کر رہا ہے تاکہ وہ علاقے مستقل طور پر روس میں ضم نہ ہو سکیں۔ پھر اقوام متحدہ نے بھی اس انضمام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یعنی روس نے عالمی قوانین کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ بہر حال یہ معاملہ متنازعہ ہے اور یہ مزاحمت جاری رہے گی اور روس کے لیے مزید مشکلات کا باعث بنے گی۔

سوال: یوکرائن کی مزاحمت کو سامنے رکھیں تو کیا یوکرائن روس کے لیے دوسرا افغانستان بننے جا رہا ہے؟

رضاء الحق: جس طرح چیونٹیاں ہاتھی کو چمٹ جاتی ہیں اس طرح یوکرائن روس کو چمٹ سکتا ہے لیکن افغانستان کے ساتھ موازنہ کریں تو کچھ چیزیں مختلف بھی ہیں۔ افغانستان کے خلاف جنگ میں روس تنہا تھا اور اس پر جب امریکہ اور یورپ نے پابندیاں لگائی تھیں تو اس کا نقصان پہلے سات ماہ میں واضح ہو گیا تھا۔ جبکہ اس وقت روس کی مدد بعض ممالک کر رہے ہیں جن میں چین اور روس کے بعض پڑوسی ممالک بھی شامل ہیں جو اس کو مکمل سپورٹ کر رہے ہیں۔ اسی طرح اس بار آئند پابندیوں کا بھی روس پر کوئی خاص اثر نظر نہیں آ رہا۔ تیسری طرف یورپ کی

مجبوری ہے کہ اس نے گیس روس سے ہی درآمد کرنا ہوتی ہے جس کا فائدہ روس اٹھائے گا۔ چنانچہ روس اپنی گیس کی سپلائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ افغانستان اور انڈیا کے ساتھ بھی وہ تجارت جاری رکھے ہوئے ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ امریکہ یوکرائن کی مدد ضرور کر رہا ہے لیکن اس کا روس کے خلاف اس طرح کا جارحانہ انداز نظر نہیں آرہا جیسا افغانستان میں روس کے خلاف تھا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ یہ جنگ یورپ کے خطے میں ہو رہی ہے، لہٰذا روس کے پڑوسی یورپی ممالک کو خدشہ ہے کہ اگر انہوں نے روس کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا تو روس ان پر بھی چڑھ دوڑے گا۔ بہرحال محسوس ہو رہا ہے کہ یہ جنگ طول اختیار کرے گی۔

سوال: نائن الیون کے بعد امریکی صدر بش کروسیڈز کا نام لے کر عالم اسلام پر حملہ آور ہوئے تھے آج امریکی صدر جو بائیڈن آرمیگاڈان کے نام پر عالمی جنگ کی دھمکی دے رہے ہیں۔ کیا الفاظ کا یہ چناؤ محض اتفاق ہے یا اس کے پس پردہ کوئی گھناؤنا ایجنڈا کارفرما ہے؟

شجاع الدین شیخ: یقیناً ایسے الفاظ کا استعمال اتفاقی نہیں ہے۔ پاکستان میں تو حکومتوں کی تبدیلی کی وجہ سے ساری پالیسیز بدل جاتی ہیں۔ اگر بیس سال پہلے بش کا کروسیڈ لفظ استعمال کرتا ہے اور آج جو بائیڈن آرمیگاڈان کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے ممالک کی پالیسی ایک ہی ہے۔ پھر ان کے پس پردہ ایک قوت کارفرما ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا تھا ؎

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

یہودی ان ساری سازشوں کے پیچھے ہوا کرتے ہیں اور آج تو سارا فرنگ ان کی مٹھی میں ہے۔ بہرحال یہ سوچی سمجھی گھناؤنی سازش ہے جس کے پیچھے یہودی ہیں، ان کا پلان گریٹر اسرائیل کا قیام ہے جس میں مدینہ منورہ تک کو شامل کرنا ان کا خواب ہے۔ معاذ اللہ! پھر مسجد اقصیٰ کا انہدام، ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور تخت داؤدی کی تنصیب ان کے پروگرامز میں شامل ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے گلف وار کے بعد بڑی وضاحت کے ساتھ اس سارے معاملے کو بیان کیا۔ لہٰذا جہاں کہیں اسلام کے حوالے سے کام ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے سازشیں ہوتی ہیں۔ افغان طالبان نے امارت اسلامیہ قائم کی تھی تو کس طرح پچاس ملکوں نے متحد ہو کر اس اسلامی حکومت کو ختم کیا تھا، اس لیے کہ کہیں اسلام پہنچنے نہ پائے۔ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تو کئی اعتبارات سے سازشوں کے ذریعے کوششیں کی جاتی رہیں کہ کسی طور پر یہاں اسلام غالب نہ آسکے۔ بہرحال اسلام دشمنی کی یہ مختلف کڑیاں ہیں جو جا کر یہود سے ملتی ہیں۔

آرمیگاڈان یا الملحمۃ العظمیٰ کے بارے میں احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات آتی ہے کہ قیامت سے قبل کفر اور اسلام کی ایک بہت بڑی عالمی جنگ ہوگی جس میں یقیناً مسلمانوں کا بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے لیکن پھر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہوگی اور پھر پورے روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔ ان شاء اللہ! اس لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اس جنگ کے لیے ذہناً اور عملاً تیار کیا جائے۔

> بہرحال مستقبل کے منظر ناموں اور جنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کو تیاری کرنی چاہیے۔

سوال: End times میں فتنوں اور جنگوں کے دور میں امت مسلمہ کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر کیا راہنمائی ملتی ہے؟

شجاع الدین شیخ: پہلی اصولی بات یہ ہے کہ فتنے سے مراد آزمائش، امتحان ہے۔ بندہ مومن کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دنیا آزمائش ہے یہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ بقول شاعر ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

بندہ مومن کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دنیا، مال، اولاد، زندگی یہ سب کچھ آزمائش کے لیے ہے۔ اس اعتبار سے اپنی اُخروی کامیابی کی فکر کرنا ہر بندہ مومن کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا دینی تصور اور دینی ذمہ داریوں کا تصور کلیئر ہو۔ خود اللہ کی بندگی کرنا، دوسروں کو بندگی کی دعوت دینا، اور بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے۔ اجتماعی دینی ذمہ داریوں کو انفرادی سطح پر ادا کرنا ممکن نہیں اس کے لیے کسی انقلابی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا ضروری ہے جس میں رہ کر بندہ اقامت دین کی جدوجہد کر سکے، یہ موجودہ دور میں ہم سب پر لازم ہے۔ یہی فتنے سے بچاؤ کا اصل راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے۔“ آج امت جس زوال سے گزر رہی ہے، اس پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اس اعتبار سے بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ)) (مسلم: عن عمر بن الخطابؓ) ”اللہ تعالیٰ اس کتاب عزیز کی وجہ سے کچھ قوموں کو عزت و سربلندی عطا فرمائے گا اور دوسروں کو ذلت و نکبت سے ہم کنار کرے گا۔“ پھر قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾﴾

(آل عمران) ”اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مومن ہوئے۔“

حقیقی ایمان کے حصول کا اولین اور موثر ترین ذریعہ خود قرآن حکیم ہے۔ وہ ایمان بندہ مومن کو جرأت، شجاعت اور بہادری عطا کرتا ہے اور باطل کے مقابلے میں کھڑا کرتا ہے۔ کل دجال کا ظہور ہونا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مومن ایمان کی بصیرت کی روشنی میں دجال کے ماتھے پر لکھا ہوا ”ک، ف، ر“ پہچان لے گا۔

بہرحال فتنوں سے بچاؤ کے لیے قرآن کے ذریعے ایمان کی آبیاری اور پھر اللہ پر توکل کر کے دین حق کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنا لازم ہے۔ مستقبل کے منظرنامے ہمارے سامنے ہیں۔ احادیث کو سامنے رکھیں تو مشرق سے فوجیں چلیں گی اور حضرت مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کریں گی۔ مشرق میں پاکستان، افغانستان اور ایران کا کچھ علاقہ ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ نے خراسان کا نام دیا۔ لیکن اس سے پہلے مشرق کے کسی ملک میں اللہ کا دین قائم ہوگا تو یہاں سے فوجیں جائیں گی۔ پاکستان میں تو ہم نے اسلام کے حوالے سے ریورس گیئر لگایا ہوا ہے۔ بہرحال مستقبل کے منظر ناموں اور جنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کو تیاری کرنی چاہیے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں آنے والے دور کے لیے راستے ہموار کر رہا ہوں۔ اُس وقت آنے والا دور رسول اللہ ﷺ کا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ صدیاں لگیں اور پھر دین غالب ہوا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا کردار ادا کر گئے۔ اسی طرح آنے والے دور میں اللہ کا دین غالب ہونا ہے۔ مشکل کے بعد آسانی ہونی ہے مگر آج ہمیں اللہ کے دین کے لیے اپنا تن من دھن لگانا

ہوگا اور امریکہ کی نہیں بلکہ رب کی ماننے کی کوشش کرنا ہوگی۔ تب اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔

قرآن کریم کہتا ہے:

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (محمد) ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

افغانستان میں طالبان نے قربانیاں پیش کر دیں۔ ایمان والوں نے ایمان پر ہونے کا ثبوت پیش کر دیا تو اللہ کی مدد آئی۔ یہ دوسری بات ہے کہ 57 مسلم ممالک بے غیرتی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں اور ان کی اسلامی حکومت کو قبول نہیں کر رہے۔ حالانکہ یہ موقع تھا کہ مسلمان اس آواز میں اپنی آواز بلند کرتے اور مستقبل کے منظر نامے کو سامنے رکھ کر اقامت دین کا معاملہ یہاں پایۂ تکمیل کو پہنچتا اور پھر باطل سامراج ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، قرآن کریم سے تعلق کی مضبوطی عطا فرمائے اور اجتماعی طور پر اقامت دین کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سوال: روس یوکرائن جنگ کے دوران امریکہ بڑے جارحانہ انداز میں دوسرے ممالک سے تعلقات بنا بھی رہا ہے اور بگاڑ بھی رہا ہے۔ امریکہ کی اس سنجیدگی کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ کیا اسے کسی ممکنہ ایٹمی جنگ میں اپنی تنصیبات پر روس کے حملوں کا خطرہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ ظاہری طور پر یہ جنگ روس اور یوکرائن کی ہو رہی ہے لیکن اس کی آڑ میں امریکہ چین کا راستہ روک رہا ہے کیونکہ اس کا اصل حریف چین ہے۔ امریکہ سمجھتا ہے کہ چین کی قوت کو دبانے کے لیے پہلے روس کی قوت کو دبانا پڑے گا۔ اگر کل روس اور چین امریکہ کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں تو یہ بڑی طاقت بن جائیں گے۔ امریکہ روس کو چین کا حلیف بننے میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ امریکہ سمجھتا ہے کہ روس بہت سے معاملات (خاص طور پر معیشت) میں کمزور ہے۔ وہ امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ امریکہ کا مقابلہ اصلاً چین کرے گا۔ لہٰذا امریکہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ روس کو کمزور کرو تاکہ یہ مضبوط ہو کر چین کا ساتھی نہ بن سکے۔ روس اگر طاقت پکڑتا ہے تو پورے یورپ کے لیے خطرہ ہے۔

سوال: اگر ایسی بات ہے تو جب چین اور انڈیا کی جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت امریکہ انڈیا کے پیچھے نہیں کھڑا ہوا چین کو کمزور کرنے کے لیے؟

ایوب بیگ مرزا: چین اور انڈیا کا معاملہ سرحدی جھڑپوں سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ پھر یہ کہ بھارت سیانا کوا ہے جو کھاتا کسی کا ہے اور بنتا کسی کا ہے۔ حالانکہ انڈیا امریکہ کا سٹریٹیجک پارٹنر ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ بھارت بڑی چالاکی سے اپنی خارجہ پالیسی بناتا ہے۔ اس نے امریکہ سے بہت قریبی تعلقات بنائے ہوئے ہیں وہ اس سے بہت کچھ ڈیمانڈ کر رہا ہے لیکن دوسری طرف وہ امریکی ڈیمانڈ کے مطابق یوکرائن کی مدد نہیں کر رہا۔ یعنی وہ کھل کر یوکرائن کی حمایت نہیں کر رہا اور نہ ہی روس کی حمایت کر رہا ہے۔ دوسری طرف امریکہ کی گیم دیکھیں کہ اس نے پاکستان میں موجود اپنے سفیر کو آزاد کشمیر بھیجا جو وہاں تین دن رہا اور پہلی دفعہ امریکی سفیر کی زبان سے ''آزاد جموں وکشمیر'' کا لفظ نکلا ہے۔ یعنی وہ انڈیا کو دھمکا رہا ہے کہ اگر تو نے یوکرائن کے معاملے میں میری مدد نہ کی تو میں کشمیر کو تم سے چھین لوں گا۔ اس پر انڈیا بڑا تلملایا کہ امریکہ نے آزاد جموں وکشمیر کیوں کہا۔ امریکہ کا اصل حریف چین ہے۔ چین کے پانچ ہزار تجارتی جہاز سمندروں میں کھڑے ہیں، وہ ایک بہت بڑا اقتصادی جن بن چکا ہے اور جو قوم اقتصادی طور پر مضبوط ہوگی وہی عسکری طور پر بھی مضبوط ہوگی۔ امریکہ محسوس کر رہا ہے کہ چین کی تجارت ساری دنیا میں ہے، اب امریکہ چاہتا ہے کہ یوکرائن کے ساحلوں پر امریکی کنٹرول ہو جائے اور تائیوان کی خلیج پر امریکی جہاز کھڑے ہو جائیں اس سے چین اور روس دونوں کی ناکہ بندی ہو جائے گی۔ اس وجہ سے امریکہ اس جنگ میں اتنا سنجیدہ ہے۔

سوال: امریکہ کا بے پناہ پریشر سعودی عرب پر ہے کہ وہ اپنی تیل کی سپلائی بڑھائے لیکن محمد بن سلمان اس پر راضی نہیں ہو رہے۔ کیا امریکہ محمد بن سلمان کو کوئی سبق سکھانا چاہتا ہے؟

رضاء الحق: اس جنگ کی وجہ سے عالمی مارکیٹ میں تیل کی سپلائی بہت کم ہوگئی اور قیمتیں بہت بڑھ گئیں۔ صدر جو بائیڈن نے کچھ عرصہ پہلے سعودی عرب کے دورے پر بھی یہ فرمائش کی تھی کہ تیل کی سپلائی بڑھائیں تاکہ قیمت نیچے آجائے۔ جبکہ دوسری طرف روس کے لیے یہ سٹریٹیجک اہمیت کی حامل چیز ہے چنانچہ اس نے سعودی عرب اور یو اے ای سے رابطہ کر کے کہا ہے کہ تیل کی سپلائی نہیں بڑھنی چاہیے۔ پھر اوپیک ممالک جو تیل پروڈیوس کرنے والے ہیں ان کے لیے منافع اسی میں ہے کہ تیل کی سپلائی کم رہے اور قیمت بڑھتی رہے۔ اب امریکہ دھمکیوں پر اتر آیا ہے۔ محمد بن سلمان کو خطرہ ہے کہ جمال خاشقجی کے قتل کا معاملہ کسی وقت بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی انسانی حقوق کے نام پر اس کے اوپر تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ سعودی عرب اس وقت ایک سٹینڈ لے رہا ہے۔ امریکہ کے پاس پاور موجود ہے کہ وہ حکومتوں کے تختے الٹ سکتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ محمد بن سلمان کے مغرب زدہ ہونے کی وجہ سے جو پالیسیاں ہیں ان کی وجہ سے عرب عوام اور اسلامی فکر رکھنے والے لوگ ان سے ناخوش ہیں۔ پھر جانشینی کے معاملے میں بھی سعودی خاندان میں بہت اختلافات ہیں۔ کچھ عرصہ قبل حالات اتنے بگڑے تھے کہ سعودی حکومت کو سو آدمیوں کو گرفتار کرنا پڑا اور پھر ان کو سیاست سے دور رہنے کی شرط پر چھوڑا گیا تھا۔ بہرحال اگر امریکہ سعودی عرب میں اپنا کھیل کھیلنے کے لیے اپنی پراکسیز کا استعمال کر سکتا ہے۔ چونکہ سعودی عرب کے آس پاس ایران جیسے ممالک ہیں جن کے سعودی عرب کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں۔ اگر وہاں انتشار پیدا ہوتا ہے تو اس کے اثرات پورے مشرق وسطیٰ میں پڑیں گے۔

سوال: روس یوکرائن کی جنگ کی وجہ سے دنیا کی اکانومی متاثر ہوئی ہے۔ تیل، گیس اور گندم کا بحران پیدا ہوا ہے۔ اور پاکستان بہت زیادہ متاثر ہوا ہے۔ پاکستان نے قطر سے گیس خریدنی تھی لیکن نیٹو ممالک نے وہ گیس مہنگے داموں خرید لی ہے جس کی وجہ سے پاکستان گیس خرید نہیں سکے گا اور آئندہ سردیوں میں پاکستان کو گیس کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر یہ جنگ طویل ہوتی ہے تو اس کے پاکستان پر کیا اثرات مرتب ہوں گے اور حکومت وقت کو اس حوالے سے کیا عملی اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے کہ دنیا، خاص طور پر خطے میں اہمیت کا حامل ہے۔ روس اور یوکرائن کا معاملہ خالصتاً ایشیائی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان متاثر ہو رہا ہے۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم اپنے وقت پر کام نہیں کرتے اور امریکہ سے بھی خوفزدہ رہتے

ہیں۔ اس وقت افغانستان نے روس سے گندم، ڈیزل، پٹرول خریدی ہے تو اس پر کیا قیامت ٹوٹی؟ پاکستان چھ ماہ سے کہہ رہا ہے ہم روس سے گندم اور تیل لے رہے ہیں لیکن ابھی تک ہمت نہیں پڑی کہ آقا ناراض نہ ہو جائے۔ بین الاقوامی ذرائع کے مطابق پاکستان میں رجیم چینج بھی اسی لیے ہوئی تھی کیونکہ پہلی حکومت کا روس کی طرف رجحان بڑھ رہا تھا اور امریکہ کی بات نہیں مان رہی تھی۔ جب تک ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر یہ نہ سوچیں گے کہ پاکستان کا مفاد کس میں ہے اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ امریکہ ہو یا روس وہ جہنم میں جائیں ہمیں صرف اپنے قومی مفاد کو دیکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس ہمارے سیاستدان قومی مفاد کی بجائے اپنے اقتدار کو اہمیت دیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کس قوت کے بل پر برسر اقتدار رہ سکتے ہیں۔ اب سردیوں میں صرف گیس کا نہیں بلکہ گندم کا بھی بحران آئے گا۔ ہم نے روس سے سستی گندم نہیں خریدی جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سندھ نے چار ہزار روپے من گندم فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ کم از کم دو سو روپے فی کلو آٹا ملے گا۔ جہاں تک لائحہ عمل کا تعلق ہے تو جب کوئی ملک یا قوم اپنے نظریے یا اپنی بنیاد سے منحرف ہو جائے وہ غیر مستحکم ہی رہے گا۔ اسے استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔ سوویت یونین کی مثال موجود ہے۔ اگر وہ کمیونزم کی بنیاد پر قائم رہتا تو اتنی جلدی نہ گرتا لیکن وہ جلد ہی اپنی اصل بنیاد سے ہٹ گیا تھا۔ ہم نے قرارداد مقاصد منظور کر کے اچھا آغاز کیا تھا لیکن اس کے بعد عملی طور پر اس سے منحرف ہو گئے۔ آئے دن اخبارات میں بیان آتے رہتے ہیں کہ قرارداد مقاصد ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہوئی۔ یعنی ہم اپنی نظریاتی بنیادوں پر خود کلہاڑا چلاتے ہیں۔ اگر ہم نظریاتی بنیادوں پر کھڑے نہیں ہوں گے تو کیسے مضبوط ہوں گے؟ پھر ہم نے مغربی جمہوریت کو اپنا لیا جس میں بہت سے نقائص اور کمیاں ہیں لیکن ہم نے اس کو بھی صحیح طور پر نہیں اپنایا۔ یعنی نہ ہم نے نظریاتی تشخص کو قائم رکھا اور نہ ہی طرز حکومت کو صحیح معنوں میں اپنایا تو پھر اچھے نتائج کیسے برآمد ہوں گے؟

۞ ۞ ۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“

10۔ بے روزگاری میں اضافہ:

بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز (Keynes) نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیتِ کار (Productivity) کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بے روزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزومند ہوتے ہیں انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر ایک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ پھر چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

11۔ اشیاء کی طلب (Demand) میں کمی:

سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب (Demand) اور رسد (Supply) کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

12۔ بچتوں اور سرمایہ کاری (Investment) پر منفی اثرات:

سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہے۔ سود براہ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ لوگوں کی قوتِ خرید (Purchasing Power) کو متاثر کرتا ہے جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں 1965ء میں شرحِ سود 5 فی صد اور بچتوں کی شرح 13 فی صد تھی۔ اس کے برعکس 1985ء میں شرحِ سود 16 تا 17 فی صد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فی صد تھی۔ بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

13۔ سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر:

سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جا سکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر (Exploration) رک جاتی ہے۔

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 181 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"No economic activity was more irrepressible [in the 14th century] than the investment and lending at interest of money; it was the basis for the rise of the Western capitalist economy and the building of private fortunes- and it was based on the sin of usury." Barbara Tuchman

(American historian and Author)

گونج گرج

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان کو یہ دن بھی دیکھنا تھا، 21 سال کی بے لوث خدمات کے عوض امریکی صدر جو بائیڈن نے لب کشائی فرمائی ہے۔ لو وہ بھی کہہ رہے ہیں یہ بے ننگ و نام ہے! بے رحمی سے پہلے بھی ہماری خدمات کو حقیر کرنے میں انہوں نے کسر کب اٹھائی۔ اب تو ہمیں دنیا کی خطرناک ترین قوموں میں سے ایک قرار دیتے ہوئے ہمارے جوہری ہتھیاروں کے تحفظ کو ناکافی قرار دے دیا! روس اور چین پر کف آلود ہوتے ہوئے لگے ہاتھوں ایک ڈپٹ کا گھونسہ ادھر بھی دے مارا۔ ہمیں قومی ہم آہنگی، ربط باہمی سے عاری قرار دیا۔ بھارت کا تزلزل، انتہا پسندی، اندرونی طور پر اقلیتوں (بشمول سکھ علیحدگی پسندی) سے مسلسل کشاکش اور مودی جیسا بے سروپا لیڈر تو خطرے کی گھنٹی بنا نظر نہ آیا، حالانکہ پاکستانی جوہری پروگرام کو عالمی سطح پر ہمیشہ محفوظ ترین جانا گیا، مگر بائیڈن یہ سب کہہ گزرے۔ اب وائٹ ہاؤس اشک شوئی کے بیانات جاری کر رہا ہے اور پاکستان 21 سالہ دوستی کی لکیر پیٹ رہا ہے، تاہم ہمیں مطعون کرنے والے صدر بائیڈن کی زبان پھسلنے کی جو کارکردگی مستقل سامنے آ رہی ہے اگر ایٹمی بٹن دبانے پر پھسل گئی تو دنیا کا کیا بنے گا؟ بائیڈن اپنی نائب صدر کملا ہیرس کو فرسٹ لیڈی کہہ بیٹھے، پھر ایک مرتبہ صدر موصوف نے بہ دہان خود انہیں صدر ہیرس کہہ دیا، دونوں غلطیاں ہی انوکھی تھیں، بیوی بے چاری جز بز ہو کر رہ گئی اور پھر خود اپنا صدر ہونا بھی بھلا بیٹھے! اسی پر بس نہیں یوکرینی عوام کو ایرانی عوام کہا، یہ بھی چھوٹی موٹی غلطی نہ تھی، دوست یوکرین اور میزائل بدست ایران کے مابین فرق بھول جانا؟ سب سے خوفناک غلطی تو اسرائیل میں ہوئی، وہ بھی ہولوکاسٹ جیسے 22 ہزار وولٹ کرنٹ کے حامل لفظ پر، بجائے ہولوکاسٹ کی خوفناکی کہنے کے ہولوکاسٹ کا اعزاز کہہ گزرے۔ اسی پر بس نہیں یروشلم کے ہولوکاسٹ میوزیم کا نام بھی غلط کر گئے۔ دماغ میں ٹیومر سے انتقال کرنے والے اپنے بیٹے کو عراق جنگ میں فوت کروا دیا۔ مشرق وسطیٰ کے دورے میں امریکی فوجیوں کو بے غرض (ایثار کرنے والے) کی جگہ خودغرض کہہ دیا۔ یعنی اب جو بائیڈن کے نام کے ساتھ بے تکیاں (لاف زنی) نتھی ہو چکے ہیں۔ اکثر تقاریر میں سامعین قہقہہ بار ہوتے ہیں۔

سو ہمارے ایٹمی پروگرام کے عدم تحفظ کا غم کھانے والے ذرا امن عالم کے تحفظ کے لیے بادام اور خمیرہ گاؤزبان نوش فرمائیں، ان کی سبقت لسانی کے ہاتھوں امریکی ایٹم بم نہ چل جائے! امریکا ان کی ان لغزشوں کے تھپیڑوں کی زد میں ہے۔ بہرطور ہمیں جو کہا قصداً عمداً کہا یا سہواً، امریکا پاکستان تعلقات کی حیثیت اور حقیقت ہی کا درست ایکسرے ہے یہ۔ وائٹ ہاؤس بھلے پوچا پھیرنے کو بیان دیتا رہے، پرویز مشرف امریکی چوکھٹ پر اپنے ملک کو قربان کرتا زندہ لاش بن گیا، علاج کے لیے اپنے جگری امریکا کو پکارا، تو ویزا دینے سے انکار کر دیا! دبئی ہی میں رہنا پڑا۔ امریکا کی بے رحمی اور پاکستانی حکمرانوں کی بے حسی سنگدلی کی المناک تصویر ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی تو ہے۔ جس امریکا کے سیاسی جنگی عالمی مفادات پر ہم نے پاکستان تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا، اس بے لوث خدمت کے عوض پاکستانی بیٹی رہا نہ کروا سکے؟ عالمی سطح پر انصاف کے خون اور ہمارے 21 سالوں کے پے در پے حکمرانوں کی رسوا کن ذلت کی اس بڑی اور بری مثال کوئی نہ ہوگی۔

2003ء میں لاپتا کی گئی صدیقی خاتون اپنے 3 بچوں کے ساتھ پوری امت کے لیے امتحان بن گئی۔ پوری امت مسلمہ جس کی بیٹیاں رنگ خون نسل سے ماورا سانجھی ہوا کرتی تھیں۔ کہیں محمد بن قاسمؒ تاریخ رقم کرتا تھا مسلم خواتین کے تحفظ کے لیے اور کہیں عورت کی پکار وامعتصماہ!..... پر معتصم لشکر لے کر جا پہنچتا تھا۔ اب مسلم امت کے کان پر جوں تو کیا رینگتی، خود پاکستان حسیات کی سطح پر مفلوج ہو چکا ہے۔ اب قوم پاکباز لائق فائق تقدس مآب ڈاکٹر عافیہ کی جگہ یا تو آئے دن گھروں سے بھاگ کر شادیوں، عشق عاشقی کے چکر میں بے آبرو ہوتی لڑکیوں کے اسکینڈلوں کی شرمناکی کی گرفت میں ہے۔ یا پھر نور مقدم، سارہ انعام والے چرکے سہتی ہے یا ملالہ یوسف زئی نما کٹھ پتلیوں کے تماشے دیکھتی ہے۔

عافیہ پر امریکی وکیل اور تجزیہ نگار اسٹیون نے (جو پہلے پہل عافیہ کے خلاف بھی لکھتا رہا) عدالتی کارروائی میں کھلی ناانصافی اور بے گناہی پر مبنی سزا دیکھ کر تڑپ کر کہا: مردہ قوم کی بیٹی ہے یہ! ہماری روحوں پر مردنی طاری ہوئے 21 سال بیت گئے۔ نوجوان پی ایس ایل اور ٹوئنٹی ٹوئنٹی سے فارغ نہیں کہ پلٹ کر اپنی مظلوم بہن کی فکر کریں یا خبر لیں باوجودیکہ ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے اپنی بہن کے حوالے سے مذکورہ بالا حقائق کو بار بار گنوا کر قوم کو جھنجھوڑنا چاہا ہے۔ اتنی مہربانی پاکستانی قونصل جنرل نے کی کہ جیل میں ڈاکٹر عافیہ سے ملاقات کر کے خبر دی ہے کہ عافیہ صدیقی زندہ ہے! (یعنی حکومتوں کی مشکل ابھی ختم نہیں ہوئی کے پیرائے میں!) اگرچہ رہا ہونے والی متعدد خواتین نے اسی جیل میں ہراسانی اور جبری زیادتی بارے انکشاف کیا تھا، جبکہ ڈاکٹر عافیہ قید تنہائی کی بنا پر شدید عدم تحفظ کا شکار ہے۔ طویل جدائی کا غم سہتی والدہ عصمت صدیقی یوں دنیا سے رخصت ہوئیں: کاگا سب تن کھائیو اور چن چن کھائیو ماس، دو نیناں مت کھائیو انہیں عافیہ ملن کی آس! اگرچہ درد کے پیرائے کی یہ کراہ تو ہو سکتی ہے مگر ایمان پر رخصت ہونے والی ماں کی لحہ لحہ اذیت کو اللہ تعالیٰ گل و گلزار کی ٹھنڈک سے مٹا دے گا۔ باذن اللہ.... صبر کا میٹھا پھل پائیں گی۔ تاہم اللہ کے ہاں قوم کے فرد فرد کے پرچے میں اترا یہ سوال جواب طلب ہے، کلیتاً بے بنیاد جرم کا الزام اور اس پر بے رحمانہ بے محل ظالمانہ قید تنہائی کے 86 سال کی سزا۔ محترم عرفان صدیقی نے اپنے جرم بے گناہی میں گرفتاری پر نہایت برمحل نظم لکھی تھی جو ان سے بلا اجازت ایک صدیقی بیٹی کے پیرائے میں ڈھال کر چیدہ چیدہ رقم کر رہی ہوں۔ (اصلاً تو پوری ہی عافیہ کے حسب حال ہے) میں اکثر سوچتی ہوں/ بھول جاؤں/ اس گریباں چاک/ بے توقیر سے دن کو/ کہ جس دن میں بہت ہی بے بس و لاچار سا/ گم صم کھڑی تھی/ اور میرے ہاتھ میں فولاد کی ایک ہتھکڑی تھی .... مگر میں/ سرنگوں چپ چاپ سی چلتی رہی ..../ کسی منصف کے مشفق ہاتھ/ میرے ناتواں

شانوں تلک کیونکر نہیں پہنچے؟/ مگر سب مہر بلب/ اپنی اپنی سندوں پر تمکنت سے جلوہ گر تھے/ اور کسی نے آج تک پوچھا نہیں/ تم کون ہو؟/ اور تم پہ جو گزری یہ کیوں گزری؟/ وہ آخر کون ہے/ جس نے حدوں کو توڑنے/ آئین اور قانون کو پامال کرنے/ بیٹی اٹھا لینے کی/ جسارت کی ہے........

اس درد کو جیسا عرفان صدیقی صاحب گزران ہونے کی بنا پر محسوس کر سکتے ہیں اور کون جانے گا! خصوصاً جب معاملہ دیارِ غیر میں رلنے والی، اولاد، پیاروں سے یکسر جدا کر دیے جانے والی صنفِ نازک بیٹی کا ہو!

ماں کی شفقت سے محروم دو بچے، خالہ کے زیر سایہ جوان ہوگئے۔ ممتا کی پیاس سے چٹختی ان پیاسی روحوں کا حساب بھی دینا ہوگا۔ یہ الگ داستان ہے کہ جس امریکا کی چوکھٹ پر اتنی بے حساب قربانیاں دیں جو آج بدترین طوطا چشمی کا مظاہرہ کر رہا ہے، اس میں عافیہ تنہا نہیں، ہزاروں لاپتگان کے دربدر خاندانوں کی آہیں کراہیں ملک پر قہر بن کر برسی ہیں۔ جیکب آباد ہو یا ڈیرہ اسماعیل خان، بے شمار جگہوں پر زمین پانی نگلنے سے انکاری ہے۔ ناقابل رہائش، ناقابل استعمال ہے۔ زمین کے حلق میں شاید ہمارے اعمال کے غم کا گولا پھنسا ہے جو پانی بھی نگلا نہیں جا رہا!

سیلاب کے اثرات کے دیرپا ہونے کی تلوار سر پر لٹک رہی ہے، زراعت، لائیو اسٹاک، گوداموں میں پانی بھرنے سے خوراک کا ذخیرہ خراب، غذائی بحران متوقع۔ آنے والی امداد کی شفاف درست منصوبہ بندی ہو تو سچائی عزم دیانت ہمدردی کا چندہ کر کے حکومت اپوزیشن، جج جرنیل، بیوروکریسی سب یک جان یک زبان ہو کر ملک کو حیات نو دے سکتے ہیں، پوری دنیا سے امداد چلی آ رہی ہے مگر! اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ 2005ء زلزلے میں آنے والی امداد بلا حساب، بلا احتساب غتربود ہوئی۔ اب تو بدعنوانی عفریت بن کر ہر ادارے ہر شعبے کو چاٹ گئی ہے۔ بے حسی، بے دردی ملکی سیاسی گھڑمس، سیاسی جلسوں کی فضاؤں، کرکٹ میچوں کے لامنتہا سلسلوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ کو بھلائے، عذاب کے فہم سے بھی لاعلم، نادان اونٹوں کے ریوڑ جو نہیں جانتے کہ مالک نے باندھا کیوں اور کھولا کیوں! ہر طرف ہاؤ ہو تماشے مچے ہیں!

اف بیانات کی یہ گونج گرج
جس طرح ایٹمی دھماکے ہوں

امریکا کی بجائے اس اندرونی دھماکا خیز مواد کی تباہ کاریوں کی فکر کی ضرورت ہے! بائیڈن کی سبقت لسانی اور یہاں طلاقت لسانی، چرب زبانی سے (سیلاب، آفات، سماوی وارضی بھلا کر) پرخچے اڑائے جا رہے ہیں!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(6 تا 9 اکتوبر 2022ء)

جمعرات (6- اکتوبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہر شعبہ سمع و بصر اور شعبہ تربیت کے ناظمین سے نائب امیر کے ہمراہ میٹنگ کیں۔ شام کو ''امیر سے ملاقات'' کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

جمعہ (7- اکتوبر) کو صبح 9:00 بجے شعبہ نظامت کے حوالے سے ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ سے میٹنگ کی۔ قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ پوٹھوہار کے دورہ کے لیے چکوال روانگی ہوئی۔ بذریعہ موٹروے رات 7:00 کے قریب چکوال پہنچے۔ کرنل (ر) عبدالقدیر صاحب کے گھر پر کچھ دیر قیام کیا۔ بعد نمازِ عشاء پریس کلب چکوال میں ''اقامت دین اور سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔ بعد میں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں سے انفرادی ملاقات رہی اور وکلاء کے ایک وفد سے سوال و جواب بھی ہوئے۔ رات تقریباً 11:00 بجے سہگل آباد پہنچ کر کھانے کے بعد رات وہیں قیام کیا۔

ہفتہ (8- اکتوبر) کی صبح بعد نمازِ فجر مسجد عثمانیہ میں درس قرآن دیا، جس میں شرکاء کی تعداد 80 کے لگ بھگ تھی۔ پھر کچھ دیر آرام اور ناشتہ کے بعد 9:30 بجے جہلم روانگی ہوئی۔ جہلم تنظیم کے دفتر میں 11:00 سے 12:00 بجے تک رفقاء و احباب سے ملاقات کی۔ سوال و جواب کے بعد مختصر خطاب کیا۔ وہاں سے مقامی تنظیم جاتلاں کے امیر عطاء الرحمٰن صاحب کے گھر تقریباً 1:00 بجے پہنچے۔ وہیں پر نمازِ ظہر ادا کی اور کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ پھر 3:00 بجے مسجد جبی دارالاسلام پہنچے اور وہاں پر ''عظمت مصطفیٰ ﷺ'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا، جسے تقریباً 300 خواتین و حضرات نے سماعت کیا۔ وہاں سے میرپور جانا ہوا۔ وہاں پہنچ کر نمازِ عصر ادا کی۔ مقامی امیر اختر علی اعوان صاحب نے چائے سے تواضع کی۔ بعد نمازِ مغرب عوامی میرج ہال میں ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ بعد میں انفرادی ملاقاتوں کے دوران سوال و جواب بھی ہوئے۔ اس موقع پر خواتین و حضرات کی تعداد 250 کے قریب رہی۔ بعد نمازِ عشاء ملتزم رفیق تنظیم قربان حسین میر کے ہاں کھانے کے دوران ان کے تین دوستوں سے ملاقات کی۔ رات میرپور میں قیام کیا۔

اتوار (9 اکتوبر) بعد نمازِ فجر مقامی مسجد میں درس قرآن دیا۔ بعد میں احباب سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ پھر گوجر خان کے لیے روانگی ہوئی اور تقریباً 7:30 بجے حلقہ کے دفتر پہنچ کر کچھ دیر آرام کیا۔ ناشتہ کے بعد مسجد العابد میں رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر حلقہ نے پہلے حلقہ اور مقامی تنظیم و منفرد اسرہ جات کا تعارف پیش کیا۔ امیر محترم نے رفقاء سے سوال و جواب کے بعد مختصر خطاب کیا۔ مبتدی و ملتزم رفقاء نے بیعت مسنونہ کی۔ یہ سیشن 12:30 بجے تک جاری رہا۔ چائے کے مختصر وقفہ کے بعد حلقہ کے ذمہ داران سے تعارف حاصل کیا۔ سوال و جواب بھی ہوئے۔ بعد نمازِ ظہر انہیں ان کی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرائی۔ ظہرانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ بعد نمازِ عصر ایک مقامی شادی ہال میں ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا، جس میں 230 کے لگ بھگ شرکاء موجود تھے۔ وہیں پر مغرب کی ادائیگی کے بعد کراچی واپسی کے لیے اسلام آباد ائیر پورٹ روانگی ہوئی۔ حلقہ پوٹھوہار کے دورے میں نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان اور امیر حلقہ بھی ساتھ رہے۔

کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

حلقہ اسلام آباد کے زیر اہتمام انسداد سود مہم اور سیمینار

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

تنظیم اسلامی کی انقلابی جدوجہد کا ایک اہم جز ''آ گہی منکرات'' کے حوالے سے وقتاً فوقتاً مہمات کا اہتمام کرنا بھی ہے۔ اس سلسلے میں حلقہ جات مقامی تناظیم کے ذریعے کسی منکر کے بارے میں عوام وخواص کو آگاہ کرنے کے لیے مہم چلاتے رہتے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف حالیہ فیصلے کے حوالے سے سٹیٹ بینک اور کچھ دوسرے بینکوں کی طرف سے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی خبر جیسے ہی سامنے آئی تو تنظیم اسلامی کے دیگر حلقوں کی طرح حلقہ اسلام آباد نے ماہ جون میں اس کے خلاف ایک بھرپور مہم کا اہتمام کیا۔ اس کے اختتام پر ایک بڑا مظاہرہ بھی کیا گیا جس میں حلقہ شمالی پنجاب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مظاہرے سے پہلے نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی صحافی بھی شریک ہوئے۔ ادھر مرکز تنظیم اسلامی نے 19 اگست تا 11 ستمبر 2022ء ملک گیر مہم کا اعلان کیا اور حلقہ جات کو ہدایات جاری کیں کہ وہ عوام وخواص کو آگاہ کرنے کے ساتھ حکومت وقت کو متوجہ کرنے اور جن بینکوں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کی جسارت کی ہے ان کو خبردار کرنے کے لیے زوردار مہم چلائیں اور سود کی خباثت کو واضح کرنے کے علاوہ اس کے دنیوی واُخروی نقصانات کو شدومد سے پیش کریں۔ حلقہ اسلام آباد کی تمام بارہ تناظیم نے مرکز کی ہدایات کے مطابق پہلے دعوتی مواد تیار کیا جس میں بینرز، پلے کارڈز، پول ہینگرز، کار/رکشا فلیکسز، بروشرز اور ہینڈز بلز مطلوبہ تعداد میں چھپوائے۔ بینرز، پول ہینگرز جگہ جگہ آویزاں کیے گئے۔ فلیکسز گاڑیوں پر لگائے گئے اور مظاہرے کے دوران پلے کارڈز/ٹی بورڈز کے استعمال کے ساتھ ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا جس میں مکتبہ انجمن خدام القرآن لاہور کی مطبوعہ کتاب ''انسداد سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ امیر محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کی طرف سے علمائے کرام، دانشوروں اور بااثر لوگوں کے نام لکھے گئے خطوط بھی پہنچائے گئے۔

تین ہفتوں کے دوران تقریباً روزانہ مقامی تناظیم نے کہیں ریلیوں کا اہتمام کیا، کہیں دعوتی کیمپس لگائے اور کہیں بازاروں/مارکیٹوں میں گھوم پھر کر لٹریچر تقسیم کیا اور عوام کو بات چیت کے ذریعے سود کی حرمت اور شناعت سے آگاہ کیا۔ بعض نے گاڑیوں پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے سود کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بھی سنائیں۔ علاوہ ازیں کچھ مقامی تناظیم نے عوامی خطابات کا بھی انعقاد کیا۔ ہری پور تنظیم نے ایک سیمینار بھی منعقد کیا جس میں تنظیم کے مدرسین کے علاوہ ماہرین معیشت کو بھی مدعو کیا گیا تھا جنہوں نے سود سے پاک معیشت کے خدوخال واضح کیے۔

حلقے کی سطح پر ایک مظاہرہ کیا گیا جس میں اسلام آباد سیکٹرز کی تمام تناظیم کے علاوہ کورنگ ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن ہمک، غوری ٹاؤن، چک شہزاد اور بہارہ کہو کی تناظیم شامل ہوئیں۔ اس دفعہ مظاہرہ بلیو ایریا اسلام آباد سے شروع کیا گیا اور نیشنل پریس کلب اسلام آباد پہنچ کر اختتام پذیر ہوا۔ مظاہرہ کی نظامت کی ذمہ داری مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی کے امیر اعجاز حسین نے انجام دی۔

حلقہ کی سطح پر سیمینار کا بھی انعقاد کیا گیا۔ 11 ستمبر 22 کو صبح 10 بجے فیصل مسجد اسلام آباد کے علامہ اقبال آڈیٹوریم میں سیمنار کا آغاز ہوا اور 1 بج کر 15 منٹ پر پایہ تکمیل کو پہنچا۔ سیمینار کا عنوان تھا ''سود کی لعنت سے نجات۔۔۔ مگر کیسے؟'' اسلام آباد کی معروف شخصیات کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں علماء بھی تھے اور کالجز و یونیورسٹیوں کے اساتذہ بھی۔ مہمان خصوصی اسلامی نظریاتی کونسل کے شعبہ تحقیق کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر انعام اللہ صاحب تھے۔ دیگر مقررین میں معروف سکالر اور ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمن عاصم، سینئر ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل مفتی غلام ماجد، نوجوان عالم دین مفتی محمد طفیل انجم، پوسٹ گریجویٹ ماڈل کالج برائے طلبہ اسلام آباد کے وائس پرنسپل ڈاکٹر ساجد خاکوانی اور راقم الحروف شامل تھے۔ کمپیئرنگ کی ذمہ داری نائب ناظم تربیت حلقہ عامر نوید نے نبھائی۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت سکواڈرن لیڈر (R) حافظ نصیر احمد نے حاصل کی جبکہ نعت رسول ﷺ پیش کرنے کا اعزاز لیاقت فاروقی کو حاصل ہوا۔

مقررین نے تنظیم اسلامی کو ملک گیر انسداد سود مہم چلانے پر خراج تحسین پیش کیا اور اسے وقت کا اہم ترین تقاضا قرار دیا۔ مجموعی طور پر تنظیم کی مساعی کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے تنظیم سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ مقررین کو عنوان کے مختلف پہلوؤں پر بولنے کے لیے معین موضوعات دیے گئے تھے۔ ماشاء اللہ سب نے متعلقہ موضوعات پر کھل کر اظہار خیال کیا اور بعض نے ایسا تائیدی انداز اختیار کیا جس کو مبالغہ آرائی پر محمول کیا جاسکتا ہے درآں حالیکہ ہم ان میں سے کسی کے اخلاص اور نیت پر شک نہیں کر سکتے۔ مثلاً پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمن نے تو اس سیمینار کو امریکہ کے نائن الیون کے ساتھ تشبیہ دی۔ اس فرق کے ساتھ کہ امریکی نائن الیون کے محرکات اور مقاصد نہ اس وقت واضح تھے اور نہ آج تک ان کا تعین ہو سکا ہے۔ اس کے پیچھے کام کرنے والے ہاتھ ابھی تک نامعلوم ہیں اور اگر معلوم بھی ہیں تو Undeclared ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ آج جو نائن الیون ہو رہا ہے، اس کے کرنے والے علی الاعلان کر رہے ہیں۔ اور اس میں شریک ہونے والے ایمان واعتماد کی طاقت سے بھرپور ہیں اور سیمینار کا آغاز ہی ان قرآنی آیات کی تلاوت سے کیا ہے جو اعلان جہاد ہے اور جن کے خلاف کیا ہے وہ بھی معلوم ہیں۔ یہ جہاد ان لوگوں کے خلاف ہے جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کیا ہوا ہے۔ ایک مقرر ڈاکٹر ساجد خاکوانی نے تو تنظیم اسلامی پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد کر دی۔ ان کا کہنا تھا کہ جماعت اسلامی کو سیاسی معاملات سے فرصت نہیں ہے اس لیے تنظیم اسلامی کو ہی تحریک برپا کرنے کے لیے پہلے افراد کی تربیت کا کٹھن کام کرنا ہوگا۔ دیگر مقررین میں سے مفتی غلام ماجد اور راقم نے انسداد سود کے ضمن میں ملکی سطح پر مختلف مراحل میں جو کام ہوا ہے اس کی تاریخ اور جس پہلو سے حکومتوں کی طرف سے انحراف ہوا، اس کو نمایاں کیا۔ مفتی طفیل انجم نے مسئلہ سود کے خاتمے کے لیے نبوی منہاج کا ذکر بھی کیا اور جملہ مسائل کے مستقل اور دیرپا حل کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مطابق غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد پر زور دیا۔ محترم ڈاکٹر انعام اللہ نے اپنے صدارتی خطبے میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی دینی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اب تک انسداد سود کے حوالے سے کام کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب کی اختتامی دعا پر سیمینار کی تکمیل ہوئی۔

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے 11 ستمبر 2022ء کو سہ ماہی اجتماع کا انعقاد کیا۔ یہ اجتماع صبح 8 بجے مرکز حلقہ میں شروع ہوا اور بعد از نمازِ ظہر، ظہرانے پر اختتام پذیر ہوا۔ سہ ماہی تربیتی اجتماع کا مقصد رفقاء میں احساس، جوابدہی اور عملی سرگرمیوں میں متحرک رہنے کا رجحان پیدا کرنا تھا۔

اس اجتماع میں 57 ملتزم اور 77 مبتدی رفقاء کے علاوہ 32 احباب نے شرکت کی۔ اس طرح شرکاء کی کل تعداد 166 رہی۔

اس اجتماع میں سٹیج سکریٹری کے فرائض معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے ادا کیے۔

حمد و نعت اور تمہیدی کلمات کے بعد مقامی تنظیم نوشہرہ کے ملتزم رفیق محترم ارشد علی نے درسِ قرآن دیا۔ موصوف نے سورۃ قیامہ کی تلاوت، ترجمہ و مختصر تشریح بیان کی۔ انہوں نے عقیدہ آخرت کے حوالے سے رفقاء کو تذکیر کرائی۔

درسِ قرآن کے بعد ناظم تربیت مقامی تنظیم پشاور غربی محترم ڈاکٹر نعمان اعظم نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے حلال و حرام اور اصلاح قلب کے موضوع پر درس دیا۔

اس کے بعد محترم قاضی فیصل ظہیر نے ’’حیات دنیوی کے ناگزیر مراحل اور حیات دنیوی اور حیات اخروی کا تقابل‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں ملٹی میڈیا (سلائڈز) کی مدد سے سامعین کو سمجھایا۔ انہوں نے رفقاء کو آخرت کو مستحضر رکھتے ہوئے اپنے حالات کے قطع نظر دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں متحرک رہنے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ’’دعوت اور موجودہ حالات‘‘ خطاب کیا، انہوں نے مولانا رومی اور علامہ اقبالؒ کے اشعار پڑھ کر سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ جسے شرکاء نے بہت پسند کیا اور سراہا۔

اس کے بعد مقامی تنظیم مردان کے ناظم مالیات محترم محمد عادل خٹک نے ’’اسلام کا معاشی نظام‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے انسداد سود کے تناظر میں موضوع پر رفقاء و احباب کے سامنے ایک جامع انداز میں درس دیا۔ انہوں نے موجودہ رائج معاشی نظاموں کا براہِ راست تقابل کرتے ہوئے اسلام کے معاشی نظام کے ثمرات سے شرکاء کو آگاہ کیا۔

چائے کے وقفے کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت محترم فضل باسط نے ’’فریضہ اقامت دین اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔

اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ محترم عبدالناصر صافی ’’اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر‘‘ کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے اندر اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر سے متعلق عملی رہنمائی رفقاء کے سامنے رکھی۔

اجتماع کے آخری مقرر نقیب اسرہ مقامی تنظیم نوشہرہ محترم حبیب الرحمٰن نے ’’نظم جماعت کی پابندی، رخصت اور معذرت کا معاملہ‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے رفقاء کو بیعت کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی۔ انہوں نے کہا کہ اقامتِ دین کی جدوجہد ہمارا بنیادی فریضہ ہے۔

آخر میں امیر حلقہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ انہوں نے تمام مدرسین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے شرکاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔ خصوصاً ان رفقاء کا جنہوں نے اس اجتماع میں شرکت کے لیے دور دراز کا سفر اختیار کیا اور انہوں نے پوری توجہ سے تمام دروس سنے اور اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکالا۔ ربِ کائنات ان کا جانی اور مالی انفاق اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اسے توشہ آخرت بنائے۔ اس سہ ماہی اجتماع میں نئے شامل ہونے والے رفقاء میں ضلع کرک کے دو علمائے کرام نے شرکت کی۔

نمازِ ظہر اور ظہرانے کے بعد دفتر مرکز حلقہ میں سہ ماہی مجلسِ مشاورت کا انعقاد کیا گیا جس میں امراء مقامی تناظیم، نقباء منفرد اسرہ جات اور معاونین حلقہ نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(مرتب کردہ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

تنظیم اسلامی فیصل آباد شمالی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

حلقہ فیصل آباد شمالی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام 21 ستمبر 2022ء بعد از نماز مغرب بمقام دی ایجوکیٹڈ سکول سسٹم سینہ ٹاؤن، فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ پروگرام میں پہلا لیکچر ’’دین کا ہمہ گیر تصور‘‘ کے موضوع پر نقیب اسرہ تنظیم شمالی آنجل خان غوری نے دیا۔ تنظیم شمالی کے ناظم تربیت راقم نے ’’دینی فرائض کا جامع تصور‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں حلقہ کے ناظم نشر و اشاعت محترم انجینئر رشید عمر نے ’’منہج انقلاب نبویؐ‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ ناظم توسیع دعوت حلقہ محمد فاروق نذیر نے ’’التزام جماعت اور بیعت کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر بیان کیا۔

اس پروگرام میں تمام اسرہ جات کے زیر دعوت احباب اور فہم القرآن کورس کے سٹوڈنٹ بھی شامل تھے۔ پروگرام میں احباب کی تعداد تیس کے قریب تھی، پروگرام کے اختتام پر تمام احباب کو کھانا کھلایا جس میں تین لوگوں نے تنظیم میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔

(رپورٹ: حافظ محمد کاشف)

حلقہ بہاول نگر کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ بہاول نگر کا سہ ماہی تربیتی اجتماع 25 ستمبر 2022ء کو مرکز تنظیم اسلامی فورٹ عباس، رحمٰن ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز 8:45 پر حافظ محمد فرخ ضیاء (ناظم تربیت) کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مقامی امیر چشتیاں محترم امین نوشاہی نے ’’نظم کی پابندی اور رخصت و معذرت کے معاملہ‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں ہارون آباد غربی کے رفیق عبد القدیم نے ’’اقبال کا فلسفہ انقلاب‘‘ کے عنوان کے تحت علامہ اقبالؒ کے کلام کی تشریح پیش کی۔

اس کے بعد ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ’’سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال و مستقبل‘‘ کا رفقاء کے گروپ بنا کر اجتماعی مطالعہ کروایا گیا۔ اجتماع کے آخر میں امیر حلقہ سجاد سرور نے ملٹی میڈیا کی مدد سے مذاکرہ کروایا۔ ناظم حلقہ کی اختتامی گفتگو اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ حاضری 58 ملتزم رفقاء، 87 مبتدی رفقاء اور 21 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اقامت دین کے لیے ہماری اس سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: معتمد حلقہ، بہاول نگر)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’قرآن مرکز کینال ویو گارڈن ہوتہ روڈ عارف والا (حلقہ ساہیوال ڈویژن)‘‘ میں

06 تا 12 نومبر 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

11 تا 13 نومبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-0971784 /0300-4120723

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

☆ حلقہ پنجاب شمالی، راولپنڈی کینٹ کے رفیق عبدالقیوم وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0300-8523202

☆ حلقہ کراچی شمالی، سرجانی ٹاؤن کے رفیق سرفراز احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0323-3429504

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام ’’ٹرانس جینڈر ایکٹ‘‘ کے خلاف مظاہرہ

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے 23 ستمبر 2022ء کو صبح 10 بجے ’’ٹرانس جینڈر ایکٹ‘‘ کے خلاف پشاور پریس کلب کے سامنے ایک احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیا۔

مظاہرے میں تقریباً 75 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ مظاہرے کے شرکاء سڑک کے دونوں اطراف اور سڑک کے درمیان بنائے گئے پارٹیشن پر کھڑے تھے۔ رفقاء نے ہاتوں میں ٹی بورڈز اُٹھا رکھے تھے۔ اس مظاہرے کے لیے ساؤنڈ سسٹم کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ اس دوران مقامی تنظیم پشاور شہر کے ناظم دعوت محترم وارث خان نے شرکاء سے پُرجوش خطاب فرمایا۔

اس ضمن میں میڈیا کے ارکان نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور مظاہرے کی کوریج کی۔ میڈیا والوں نے امیر حلقہ محترم محمد شمیم خٹک کا انٹرویو ریکارڈ کرایا۔ امیر حلقہ نے اپنے انٹرویو میں فرمایا کہ ’’ٹرانس جینڈر ایکٹ‘‘ مسلمانوں کے معاشرتی نظام اور سماجی اقدار پر حملہ کے مترادف ہے۔ ٹرانس جینڈر بل مسلمانوں کو بے حیائی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے۔ پاکستان میں اسلامی قوانین نافذ کرنے کے بجائے بے حیائی کے قوانین کا اجراء افسوسناک ہے۔ ہماری تہذیب ہم جنس پرستی پر نہیں بلکہ شرم وحیاء پر مبنی ہے۔ ٹرانس جینڈر بل اسلام کے خاندانی نظام کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ انہوں نے حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا کہ خواجہ سراؤں کے حقوق کے آڑ میں مسلمان معاشرے پر مغربی تہذیب مسلط نہ کی جائے۔ خواجہ سراؤں کا فطری طور پر تعین ہو چکا ہے اور اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن Self Perception کے طور پر کسی مرد کو یا کسی عورت کو ٹرانس جنڈر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ امیر حلقہ نے کہا کہ قوم لوط اس غیر فطری برائی میں ملوث تھی اور وقت کے نبی نے انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ ان کے باز نہ آنے پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی اور زمین الٹادی۔ جس سے پوری قوم لوط تباہ ہوگئی۔

امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کی اجتماعی دعا پر مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔

(رپورٹ: امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

Imperial Disgrace:
The Knighthood of "Sir" Tony Blair

Once upon a time, there was a man named Tony Blair.Now, you have "Sir" Tony Blair.

Why? Because the recently deceased Queen of England decided as much at the end of 2021.

Back at the time, The Guardian had reported:So, Anthony Charles Lynton "call me Tony" Blair must now be called Sir Tony. In addition to being "Right Honourable" he is to be the Queen's Companion, chivalrous and knightly. He is to wear a royal garter, the highest honour the monarch can bestow, and it is her personal decision. Gasps all round.

Many Muslims may perhaps have expected a postmortem about his role in the disastrous and illegal 2003 Iraq War and how granting him a "knighthood" and bestowing upon him the title of "Sir" was very contemptuous, if not outright insulting.

Though for Blair himself, the greatest "insult" for him was probably when his journalist sister-in-law, Lauren Booth, embraced Islam.

But, as is often the case, there are far deeper questions behind this relatively old news. And it's not limited to Blair alone, nor are Blair's dubious actions limited to this war either.

This is actually another opportunity to demonstrate the extent of liberal hypocrisy.

Blair is not the only war criminal to have benefited from this sort of whitewashing and promotion to sainthood. Take for example the case of Winston Churchill, the "war hero," two-time PM, author (1953 Nobel Prize in literature) and painter (ironically "his most important work" was a Moroccan mosque). He criticized Islam and Muslims through his modernist, liberal and secular lenses.

He also played a pro-active role in the 1943 Bengal famine in India, which killed up to three million individuals.

And not only is Churchill also considered a "Sir," but in a 2002 BBC poll he was actually voted as being the greatest Briton in history.

If a man such as Churchill can be celebrated as being the greatest British figure in history, who on earth is "Sir" Tony Blair? In comparison to Churchill, Blair doesn't even come close, even with all of his heinous crimes.Churchill doesn't benefit nearly as much from White privilege as he does from liberal privilege.

Liberalism is a religion that Churchill was particularly poetic about, as quite pathetically showcased in his 1909 speech, Liberalism and the Social Problem:

"Liberalism will not be killed. Liberalism is a quickening spirit—it is immortal. It will live on through all the days, be they good days or be they evil days. No! I believe it will even burn stronger and brighter and more helpful in evil days than in good—just like your harbour-lights, which shine out across the sea, and which on a calm night gleam with soft refulgence, but through the storm flash a message of life to those who toil on the rough waters."

The current neocolonial model is ultimately doomed; this much is obvious. But its real masters will cling to it to the very end. They simply have nothing to offer the world except to maintain the same system of plundering and racketeering, of devastating wars and crippling genocides.

<u>Courtesy</u>: ***Ahmad Habib Khan (https://globalmonitor.com/)***

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.41

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore